عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ماھنامہ

لولاک

ملتان

۱۲
ذوالحجہ
۱۴۱۹ھ
اپریل
۱۹۹۹ء

اللهم صل على سيدنا محمد النبي الأمي وعلى آله وأصحابه وبارك وسلم

نعت رسول مقبول ﷺ

افضل ہے مرسلوں میں رسالت حضور ﷺ کی
اکمل ہے انبیاء میں نبوت حضور ﷺ کی

ہے ذرہ ذرہ ان کی تجلی کا اک سوراغ
آتی ہے پھول پھول سے نکہت حضور ﷺ کی

پہچان لیں گے آپ وہ اپنوں کو حشر میں
غافل نہیں ہے چشم عنایت حضور ﷺ کی

آتے رہے تھے راہنمائی کو انبیاء
جاری رہے گی رشدوہدایت حضور ﷺ کی

آنکھیں نہ ہوں خاک نظر آئے آفتاب
صدیق جانتے ہیں صداقت حضور ﷺ کی

کھوئے ہیں مشکلات جہاں نے کئی محاذ
کام آئی ہر قدم پہ حمایت حضور ﷺ کی

میری نظر میں مرشد کامل ہے وہ بشر
تفویض کر سکے جو محبت حضور ﷺ کی

جو ہوگئے ہوں آپ ﷺ کے آپ ﷺ ان کے ہوگئے
عادت نہیں ہے ترک مروت حضور ﷺ کی

انجم مثال نقش قدم جابجا ملے
لے کر کہاں چلی ہے محبت حضور ﷺ کی

میں ہوں زبان ماہ وثریا سے آشنا
ہے کائنات دہر حکایت حضور ﷺ کی

آہستہ سانس لے کہ خلاف ادب نہ ہو
ہے آئینہ کی طرح طبیعت حضور ﷺ کی

آنکھوں کو اپنی چومتا رکھ رکھ کے آئینہ
ہوتی اگر نصیب زیارت حضور ﷺ کی

چشم طلب میں کس کا اجالا؟ حضور ﷺ کا
دنیائے دل میں کس کی حکومت؟ حضور ﷺ کی

انسانیت کو ماننے والوں کے واسطے
آئین دے گئی ہے فراست حضور ﷺ کی

گزری ہے مفلسی میں بڑی آبرو کے ساتھ
اللہ کا کرم ہے عنایت حضور ﷺ کی

منزل کی جستجو ہے تو ان کی طرف چلو
جن کو ہوئی نصیب اطاعت حضور ﷺ کی

دانش میں خوف مرگ سے مطلق ہوں بے نیاز
میں جانتا ہوں موت ہے سنت حضور ﷺ کی

احسان دانش

ماہنامہ لولاک ملتان

بیادگار مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمود

شمارہ ۲ / ۳۵

قیمت فی شمارہ ۱۰ روپے
سالانہ ۱۰۰ روپے
بیرون ملک ۱۰۰۰ روپے پاکستانی

زیر سرپرستی

خواجۂ خواجگان حضرت مولانا خان محمد مدظلہ
پیر طریقت حضرت مولانا شاہ نفیس الحسینی مدظلہ

نگران اعلیٰ

فقیہ العصر حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی مدظلہ

چیف ایڈیٹر

صاحبزادہ طارق محمود

سب ایڈیٹر

حافظ احمد عثمان شاہد ایڈووکیٹ

سرکولیشن مینجر

رانا محمد طفیل جاوید

مینجر

قاری محمد حفیظ اللہ

مجلس منتظمہ

حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری مدظلہ
صاحبزادہ حافظ محمد عابد ○ مولانا صاحبزادہ عزیز احمد
مولانا مفتی محمد جمیل خان ○ مولانا بشیر احمد
مولانا محمد اکرم طوفانی ○ مولانا جمال اللہ الحسینی
مولانا خدا بخش شجاع آبادی ○ مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
مولانا مفتی حفیظ الرحمان ○ مولانا احمد بخش
مولانا محمد نذر عثمانی ○ مولانا غلام حسین
مولانا فقیر اللہ اختر ○ چوہدری محمد اقبال
مولانا قاضی احسان احمد ○ مولانا غلام مصطفیٰ

رابطہ

دفتر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
حضوری باغ روڈ، ملتان

☎ 061 514122
Fex : 061 542277

ناشر: صاحبزادہ طارق محمود، مطبع: تشکیل زیر نظر ز ملتان، مقام اشاعت: جامع مسجد ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان

اس شمارے میں

اداریہ		۳
عظیم الشان خطبہ	مولانا عبدالرزاق ملیح آبادیؒ	۸
قادیانی شبہات کے جوابات	ادارہ	۱۱
فاتح قادیان مولانا محمد حیاتؒ	مولانا محمد شریف جالندھریؒ	۱۷
اسلام اور مغرب کی کشمکش	ڈاکٹر لیاقت علی خان نیازی	۲۸
العرف الوردی فی اخبار المہدی	قاری قیام الدین (قسط نمبر ۹)	۳۴
دو عظیم مجاہد	اعجاز احمد	۴۰
جماعتی سرگرمیاں	ادارہ	۴۶
تبصرہ کتب	ادارہ	۵۴

قادیانی فتنہ اور حکومت پاکستان!

ختم نبوت دین کا جتنا بنیادی اور اہم مسئلہ ہے۔ ہماری پاکستانی حکومتیں اسے ہمیشہ اتنا ہی نظر انداز کرتی چلی آرہی ہیں۔ یہ ایسا عظیم حادثہ ہے کہ اس پر جتنا بھی افسوس کیا جائے کم ہے۔ اس کی ایک تازہ مثال ذیل کی خبر سے ملاحظہ ہو۔

پشاور (بخت زادہ یوسف زئی) سرحد اسمبلی کی قادیانی اقلیتی نشست پر مسلسل تین مرتبہ رکن اسمبلی منتخب ہونے والے رکن اسمبلی اور وزیر اعلیٰ سرحد کے خصوصی معاون ملک قسیم الدین خالد نے صوبہ سرحد کی قادیانی نشست پر رکن اسمبلی منتخب ہونے کے لئے صوبہ سرحد کے مختلف علاقوں سے تعلق رکھنے والے 155 سے زائد سادہ لوح اور راسخ العقیدہ مسلمانوں کو قادیانی اور احمدی بنایا۔ ملک قسیم الدین خالد 1990ء سے مسلسل قادیانی نشست پر رکن سرحد اسمبلی منتخب ہورہے ہیں۔ الیکشن کمیشن آف پاکستان کے تیار کردہ قادیانی انتخابی فہرست میں شامل افراد کے نام ولدیت اور رہائشی پتے متعلقہ علاقوں کے مسلمان ووٹروں کے انتخابی فہرستوں میں بھی موجود ہیں جبکہ ملک قسیم الدین خالد نے محض اسمبلی کی رکنیت حاصل کرنے کے لئے سادہ لوح اور راسخ العقیدہ مسلمانوں کو قادیانی اور احمدی بننے پر مجبور کیا۔ تفصیلات کے مطابق صوبائی الیکشن کمیشن آف پاکستان کی دستاویزات انتخابی فہرستوں اور دوسرے شواہد میں سنسنی خیز انکشافات سامنے آئے ہیں۔ جس کے مطابق اچھرہ لاہور سے تعلق رکھنے والے ملک قسیم الدین قادیانی نشست پر سات ووٹوں سے رکن سرحد اسمبلی منتخب ہوگئے اور بعد میں سابق وزیر اعلیٰ مرحوم میر افضل خان کے معاون خصوصی بھی بن گئے۔ تاہم 1993ء کے انتخابات میں ملک قسیم الدین خالد کے ووٹروں کی تعداد حیرت انگیز طور پر بڑھ گئی اور ملک قسیم الدین خالد اس مرتبہ 84 ووٹوں سے رکن سرحد اسمبلی منتخب ہوگئے۔ جبکہ 1997ء کے انتخابات میں ملک قسیم الدین خالد نے 56 ووٹ لے کر ہیٹرک مکمل کیا۔ الیکشن کمیشن آف پاکستان کے 1993ء کے قادیانی ووٹر لسٹوں میں جو سنسنی خیز حقائق سامنے آئے ہیں۔ اس کے مطابق ملک قسیم الدین خالد نے ایک مربوط منصوبہ بندی اور وسیع پیمانے پر بڑی رقم خرچ کرکے صوبے کے مختلف علاقوں سے تعلق رکھنے والے 93 افراد کے نام قادیانی ووٹر لسٹ میں شامل کئے۔ اس انتخابی فہرست میں شامل 93 افراد کو پشاور کی جدید ترین اور پوش رہائشی علاقے حیات آباد کے سکونتی اور شہری درج کیا گیا ہے۔ جبکہ 1993ء کے بعد ملک قسیم الدین خالد نے نوشہرہ کے مضافاتی بستی خویشگی پایاں اور چارسدہ سے تعلق رکھنے والے افراد کے اندراج انتخابی فہرستوں کے فارم نمبر 7 کے ذریعے پر کرکے انہیں نوشہرہ کینٹ کے وارڈ نمبر 3 اور نمبر 1 کے شہری اور رہائشی درج کیا ہے۔ سب سے حیرت انگیز انکشاف یہ ہوا ہے کہ خود الیکشن کمیشن کے تیار کردہ مسلم ووٹر لسٹوں میں جو خویشگی پایاں اور چارسدہ کے ایک موضع مارو زئی کی انتخابی

فہرستیں ہیں۔ قادیانی ووٹر لسٹوں کے تمام نام ان مسلم ووٹر لسٹوں میں بھی شامل ہیں۔ الیکشن کمیشن کے تیار کردہ مسلم اور قادیانی ووٹر لسٹوں میں جو نام دونوں جگہ شامل کئے گئے ہیں ان میں خویشگی پایاں کے شین خان ولد اول خان' مذہب احمدی' رہائش حیات آباد' پیشہ ملازمت' عمر 43 سال درج ہے۔ جبکہ خویشگی پایاں تحصیل و ضلع نوشہرہ کی مسلم ووٹر لسٹ میں شین خان ولد اول خان کی عمر 37 سال مذہب اسلام اور رہائش شیخ شہباز بابا درج ہے۔ اسی طرح رضوان اللہ ولد غلام سرور کے کوائف قادیانی ووٹر لسٹ کے مطابق مذہب احمدی عمر 30 سال رہائش حیات آباد پشاور پیشہ ملازمت اور انتخابی حلقہ وارڈ نمبر 23 شاہین ٹاؤن پشاور درج ہیں۔ جبکہ مسلم ووٹر لسٹ کے اندراج کے مطابق رضوان اللہ ولد غلام سرور خان عمر 34 سال مذہب اسلام پیشہ ملازمت رہائش محلہ جھنڈ خیل خویشگی پایاں ضلع نوشہرہ درج ہے۔ فضل ہادی ولد غلام اکبر مذہب احمدی عمر 32 سال رہائش حیات آباد پشاور انتخابی حلقہ وارڈ نمبر 23 شاہین ٹاؤن جبکہ مسلم ووٹر لسٹ کے مطابق فضل ہادی ولد غلام اکبر پیشہ مزدوری عمر 21 سال مذہب اسلام رہائش محلہ جھنڈ خیل خویشگی پایاں ضلع نوشہرہ درج ہے۔ مقصود علی ولد بدیع الزمان مذہب احمدی رہائش حیات آباد پشاور انتخابی حلقہ وارڈ نمبر 23 شاہین ٹاؤن پشاور جبکہ مسلم ووٹر لسٹ کے مطابق مقصود علی ولد بدیع الزمان عمر 21 سال مذہب اسلام رہائش محلہ جھنڈ خیل خویشگی پایاں ضلع نوشہرہ محمد عالمگیر ولد شین جان عمر 21 سال مذہب اسلام رہائش محلہ جھنڈ مدت خان ولد نذر محمد مذہب قادیانی عمر 34 سال رہائش وارڈ نمبر 3 نوشہرہ کینٹ اور مسلم ووٹر لسٹ کے مطابق مدت خان ولد نذر محمد عمر 32 مذہب اسلام رہائش ماروزئی ضلع چارسدہ ابراہیم ولد شامل خان مذہب قادیانی عمر 29 سال رہائش حیات آباد پشاور انتخابی حلقہ وارڈ نمبر 23 شاہین ٹاؤن مسلم ووٹر لسٹ کے مطابق ابراہیم ولد شامل خان مذہب اسلام عمر 24 سال رہائش شیخ شہباز بابا خویشگی پایاں ضلع نوشہرہ مدثر خان ولد مزمل خان مذہب قادیانی عمر 66 سال رہائش وارڈ نمبر 3 نوشہرہ کینٹ جبکہ مسلم ووٹر لسٹ میں مدثر خان ولد مزمل خان عمر 40 سال مذہب اسلام رہائش ماروزئی ضلع چارسدہ لحاظ گل ولد فیض گل مذہب قادیانی عمر 42 سال رہائش وارڈ نمبر 3 نوشہرہ کینٹ جبکہ مسلم ووٹر لسٹ میں لحاظ گل ولد فیض گل مذہب اسلام عمر 46 سال رہائش قلعہ ماروزئی ضلع چارسدہ مہربان شاہ ولد مبارک شاہ مذہب قادیانی پیشہ تجارت عمر 29 سال رہائش وارڈ نمبر 3 نوشہرہ کینٹ اور مسلم ووٹر لسٹ میں مہربان شاہ ولد مبارک شاہ عمر 25 سال پیشہ زمینداری رہائش ماروزئی ضلع چارسدہ رحیم اللہ ولد لشکر خان مذہب قادیانی عمر 68 سال پیشہ تجارت رہائش وارڈ نمبر 3 نوشہرہ کینٹ مسلم ووٹر لسٹ میں رحیم اللہ ولد لشکر خان مذہب اسلام عمر 68 سال پیشہ تجارت رہائش وارڈ نمبر 3 نوشہرہ کینٹ فیصل خان ولد حمید خان مذہب قادیانی پیشہ تجارت عمر 50 سال رہائش وارڈ نمبر 2 نوشہرہ کینٹ مسلم ووٹر لسٹ میں فیصل خان ولد حمید خان مذہب اسلام پیشہ زمینداری عمر 40 سال رہائش خویشگی پایاں ضلع نوشہرہ رب نواز خان ولد امیر نواز خان مذہب قادیانی پیشہ ملازمت عمر 27 سال رہائش حیات آباد پشاور انتخابی حلقہ وارڈ نمبر 23 شاہین ٹاؤن اور مسلم ووٹر لسٹ میں رب نواز خان ولد امیر نواز خان پیشہ ملازمت عمر 34 سال محلہ عمر زئی خویشگی پایاں ضلع نوشہرہ اور نور الہدیٰ ولد مومن خان مذہب قادیانی پیشہ ملازمت

رہائش حیات آباد انتخابی حلقہ وارڈ نمبر 23 شاہین ٹاؤن پشاور مسلم ووٹر لسٹ کے مطابق نورالہدیٰ ولد مومن خان پیشہ ملازمت عمر 24 سال رہائش محلہ نور احمد بابا لالی خیل خویشگی پایاں ضلع نوشہرہ درج ہیں۔ اس سلسلے میں جب صوبائی الیکشن کمشنر سے رابطہ کر کے پوچھا گیا تو انہوں نے ”روزنامہ اوصاف“ کو بتایا کہ مجھے ذاتی طور پر اس سنگین اور حساس نوعیت کے مسئلے کا کوئی پتہ نہیں ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہمیں جو ووٹر لسٹیں صوبائی حکومت فراہم کرتی ہے ہم اس کی بنیاد پر انتخابی عمل اور ذمہ داریاں پوری کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ میرے علم کے مطابق رکن صوبائی اسمبلی ملک قسیم الدین خالد محلہ قصائی پشاور کے اصل باشندے ہیں۔ جبکہ ”روزنامہ اوصاف“ کی رپورٹ کے مطابق ملک قسیم الدین خالد اچھرہ لاہور کے رہائشی ہیں۔ 1990ء تک صوبہ سرحد کے کسی علاقے میں ملک قسیم الدین خالد کا نام کسی بھی انتخابی حلقے میں درج نہیں تھا۔ اور نہ ہی وہ صوبہ سرحد میں کسی منقولہ اور غیر منقولہ جائیداد کے مالک تھے۔ ذرائع کے مطابق اس خاندان کے چار بھائی ملک بشیر الدین خالد قادیانی نشست پر رکن قومی اسمبلی، ملک قسیم الدین خالد صوبہ سرحد کی واحد قادیانی نشست پر رکن سرحد اسمبلی ہیں۔ ملک نعیم الدین خالد پنجاب اسمبلی کی قادیانی نشست پر رکن پنجاب اسمبلی ہیں۔ اور ان کے بھائی ملک سعید الدین خالد سندھ اسمبلی کی قادیانی نشست پر رکن سندھ اسمبلی چلے آرہے ہیں۔ ذرائع کے مطابق رکن سرحد اسمبلی ملک قسیم الدین کا تجویز کنندہ اشفاق احمد ولد غلام ربانی جو حیات شیرپاؤ ہسپتال کا میڈیکل او پی ڈی میں ڈسپنسر کی حیثیت سے خدمات انجام دے رہا ہے۔ وہ نہ تو قادیانی ہے اور نہ احمدی اور قادیانی ووٹر لسٹ میں ان کا نام درج نہیں ہے۔ ذرائع کے مطابق ملک قسیم الدین خالد کو سب سے پہلے نوشہرہ سے تعلق رکھنے والے بلال ولد فضل کریم نے صوبہ سرحد میں متعارف کرایا۔ جبکہ اس خاندان کی سیاسی سرپرستی لاہور سے تعلق رکھنے والا مسلم لیگ (نون) کا ایک کلیدی راہنما حاجی جبار کر رہا ہے۔

(روزنامہ اوصاف اسلام آباد 25 فروری 1999ء)

قارئین کرام! قادیانیت گورنمنٹ برطانیہ کا خود کاشتہ پودا ہے۔ انگریز کا اسے تحفظ دینا اور سرکاری آب و دانہ سے اسے پروان چڑھانا تو ان کی پالیسی کا حصہ تھا۔ لیکن پاکستان بننے کے بعد مسلمان حکومتوں نے جس طرح قادیانیت نوازی کا مظاہرہ کیا وہ تاریخ کا ایک المناک بلکہ شرمناک باب ہے۔

اب موجودہ قضیہ کو ملاحظہ فرمائیں! کہ ایک قادیانی خاندان جان بوجھ کر: (۱)...... ووٹر لسٹ میں فراڈ کرتا ہے۔ (۲)...... رہائش لاہور کی مگر اسے سرحد و سندھ کی ظاہر کرتا ہے۔ (۳)...... متواتر کئی انتخابات میں جعلی ووٹوں سے سندھ، سرحد، پنجاب اور قومی اسمبلی میں ایک ہی باپ کے بیٹے چاروں سیٹوں پر نہ صرف قابض ہیں بلکہ حکومتی عہدوں پر بھی براجمان ہیں۔ وزراء اعلیٰ کے مشیروں میں ان کا شمار ہوتا ہے۔ اور یہ سب کچھ جعل سازی حکومتی اداروں کے تعاون کے بغیر ناممکن ہے۔ جعل سازی سے جو آدمی ممبر منتخب ہو۔ جس اسمبلی کا وہ ممبر ہوگا اس کی قانونی حیثیت کیا ہوگی۔ وہ اسمبلی مکمل ہے یا نامکمل۔ یہ ایک

سوالیہ ہے اس پر ماہرین قانون ہی کچھ ارشاد فرمائیں گے۔ یہ سارا قضیہ محض اس لئے پیدا ہوا کہ قادیانی جماعت جان بوجھ کر ملک کے قانون سے مذاق کر رہی ہے۔ جہاں غیر مسلم بن کر فائدہ اٹھانا ہوتا ہے اپنے افراد بھیج کر فوائد سمیٹ لیتی ہے۔ اس کی متعدد مثالیں موجود ہیں۔ زکوٰۃ میں اپنے آپ کو غیر مسلم لکھ کر اس سے استثناحاصل کیا۔ تعلیمی داخلوں کے لئے خود کو غیر مسلم لکھ کر داخلے لئے۔ یہ تمام تر فوائد غیر مسلم بن کر حاصل کرنا ان کی پالیسی کا حصہ ہے۔ جبکہ اپنے عقیدہ کے دیگر لوگوں کو بے وقوف بنانے کے لئے بظاہر الیکشن سے بائیکاٹ کرنے کا نعرہ ہے۔ تاکہ عوام قادیانی مطمئن رہیں۔ اور چندے کا دھندا چلتا رہے۔

ہم حکومت پاکستان سے مطالبہ کرتے ہیں کہ مندرجہ بالا خبر کی سرکاری ایجنسیوں کے ذریعہ تحقیقات کرائیں۔ فراڈ و جعل سازان فرضی ممبران اسمبلی پر کیس چلائیں۔ اور قادیانی جماعت کو پابند کریں کہ وہ قانون کے مطابق اپنے ووٹ بنوا کر الیکشن میں حصہ لیں۔ ووٹ بنوانا لازمی قرار دیا جائے۔ جو ووٹ نہ بنوائیں ان کی شہریت منسوخ کی جائے۔ کیا لیگی حکومت ہماری ان معروضات پر توجہ کرے گی؟۔

فتنہ گوہر شاہی کے پیروکار کو سزا

کوٹری سندھ کے ایک بے لگام بدعقیدہ بدکردار ریاض احمد گوہر شاہی کی ہفوات روز افزوں ہیں۔ حکومت خاموش تماشائی کی طرح گھونگھٹ منہ میں ڈالے ہوئے ہے۔ گوہر شاہی پانی کی طرح پیسہ بہا کر اپنے الحاد و زندقہ پر مشتمل گمراہ کن لٹریچر دن رات اندرون و بیرون ملک تقسیم کرا رہا ہے۔ قادیانی فتنہ کی طرح اس کی سرگرمیاں بھی منظم اور غیر ملکی ایجنسیوں کی کارستانی معلوم ہوتی ہے۔

پچھلے دنوں رنگ پور ضلع مظفر گڑھ میں گوہر شاہی کے ایک چیلہ اسحق نامی شخص نے گوہر شاہی کا ملحدانہ و کافرانہ لٹریچر تقسیم کیا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی دار المبلغین کے تحت رد قادیانیت کورس چناب نگر کے تربیت یافتہ مولانا حق نواز اور ان کے والد گرامی نے اس کے خلاف کیس درج کرایا۔ انسداد دہشت گردی کی عدالت نے ملزم کو سترہ سال قید اور ایک لاکھ روپیہ جرمانہ کی سزا سنائی ہے۔ قارئین دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اس فتنہ گوہریہ کے اصل بانی کو بھی اس کے انجام سے دوچار کریں۔ ماہنامہ لولاک آئندہ نئے سال سے فتنہ گوہر شاہی کے خلاف مستقل بنیادوں پر ٹھوس علمی تعاقب کا ایک سلسلہ شروع کر رہا ہے۔ ضرورت ہے کہ قادیانی فتنہ کی طرح جڑیں پھیلانے سے قبل اس فتنہ کی نشان دہی و تعاقب کیا جائے۔ امید ہے کہ ملک کے تمام مکاتب فکر کے علماء کرام اپنی ذمہ داری کا احساس فرمائیں گے۔

حضرت مولانا قاضی عبدالمالک اور مستری برکت علی کا سانحہ ارتحال

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی مرکزی مجلس شوریٰ کے رکن اور بزرگ رہنما جامع مسجد قاضیاں جھاوریاں ضلع سرگودھا کے خطیب حضرت مولانا قاضی عبدالمالک کا پچھلے دنوں انتقال ہوگیا۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو کروٹ کروٹ جنت نصیب فرمائیں۔ موصوف صاحب ورد اور صاحب نسبت بزرگ تھے۔ حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوری ؒ اور میاں عبدالہادی دین پوری ؒ سے بیعت کا تعلق تھا۔ مدرسہ ختم نبوت جابہ ضلع خوشاب کی تعمیر وترقی کے لئے آپ نے مثالی خدمات سرانجام دیں۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے دیرینہ اور مخلص رہنماؤں میں ان کا شمار ہوتا تھا۔ رحمت حق ان پر سایہ فگن ہو: ”عاش سعیداً ومات سعیداً۔“

اسی طرح کنری ضلع تھرپارکر کے معروف جماعتی رہنما مستری برکت علی صاحب کا بھی گذشتہ ماہ وصال ہوگیا ہے۔ قادیانی فتنہ کے سندھ میں تعاقب وگوشمالی کے لئے آپ نے گراں قدر خدمات سرانجام دی ہیں۔ جامع مسجد بخاری، مسجد صدیق اکبر، دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کنری کی تعمیر وترقی کے ہر مرحلہ میں مستری صاحب ؒ کی گراں قدر خدمات جماعتی نظم کی تاریخ میں ایک روشن مثال کی حیثیت رکھتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی قبر مبارک کو بقعہ نور بنائیں: ”آمین بحرمة النبی الامی الکریم وخاتم النبیین ﷺ۔“

ادارہ لولاک وعالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ہر دو بزرگوں کے پسماندگان کے غم میں برابر کے شریک ہیں۔ اور دعاگو ہیں کہ حق تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائیں۔ اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائیں۔

عید مبارک

قارئین کرام کو ماہنامہ لولاک کی طرف عیدالاضحیٰ کے پرمسرت موقعہ پر دلی عید مبارک قبول ہو۔

عظیم الشان خطبہ

* مولانا عبدالرزاق ملیح آبادیؒ *

پورے ۲۳ برس کی وحی و نبوت کے بعد بالآخر دین الٰہی کامل ہو گیا۔ حق درخشندہ آفتاب کی طرح روشن ہو گیا۔ توحید اٹل بنیادوں پر استوار ہو گئی۔ جامہ کفر و شرک تار تار ہو گیا۔ تمام پاک مسرتوں کا راستہ کھل گیا۔ عقل انسانی تمام پرانی بندشوں سے چھوٹ کر آزاد ہو گئی۔ اب نبوت کا مشن پورا ہو چکا تھا۔ نبی ﷺ کی زندگی کا مقصد حاصل ہو چکا تھا اور وقت آ گیا تھا کہ اللہ کا حبیب ﷺ دار فانی سے کوچ کرے اور روح اطہر ۶۳ سال مادی عناصر میں محصور رہنے کے بعد اپنے نورانی منبع اور مستقر کی طرف واپس جائے۔

پاک روحیں شفاف آئینہ ہیں۔ جس طرح آئینہ کی سطح پر محسوسات منعکس ہوتی ہیں۔ اسی طرح پاک روحوں پر بھی غیر مرئیات اور عالم بالا کے احوادث و احوال کا پرتو پڑتا ہے اور وہ عالم مادہ میں ان کے مجسم و متشکل ہونے سے پہلے ہی کبھی محسوس کر لیتی ہیں کہ کیا ہونے والا ہے؟ پیغمبر ﷺ خدا کی روح مجلّی و مصفّی کا کیا کہنا؟ مرض الموت ابھی شروع بھی نہیں ہوا تھا کہ وہاں معلوم ہو گیا تھا کہ چل چلاؤ قریب ہے۔ چنانچہ روح مبارک جوار خداوندی میں پہنچنے کے لئے غیر معمولی طور پر مضطرب تھی ہر لحظہ اسی کا خیال تھا ہر لمحہ اسی کا اشتیاق تھا۔ زندگی کے جتنے بھی مرحلے طے کئے تھے سب اسی منزل پر شادکام پہنچنے کے لئے طے کئے تھے۔ اسی کی دھن میں دنیا کی مسرتوں سے بیزار رہے تھے۔ اسی کی طلب میں دل و دماغ و جسم قربان کئے ہوئے تھے۔ اب جوں جوں اس سے نزدیکی ہوتی جاتی تھی۔ آتش شوق بھی تیز ہوتی جاتی تھی۔ نسک و عبادت بڑھتی جاتی تھی حتیٰ کہ آخری دنوں میں ریاضت تمام پچھلے زمانوں سے زیادہ ہو گئی تھی۔ اور جسم مبارک اس قدر خستہ اور لاغر ہو گیا تھا کہ ”مشن بالی“ (پرانی مشک) کی طرح سوکھ کر رہ گئے تھے۔ ہر سال رمضان المبارک کا آخری عشرہ اعتکاف کے لئے مخصوص تھا مگر اس سال ۲۰ دن معتکف رہے تھے۔

بہت سے لوگ موت کو قریب آتے دیکھ کر خوف و دہشت سے لرز جاتے ہیں۔ دنیا و مافیہا کو بھول کر واویلا شروع کر دیتے ہیں۔ بہت سے موت کو آنکھوں سے دیکھ لینے پر بھی اس سے بھاگنے اور بچنے کی کوشش کرتے ہیں۔ یہ انسانی طبیعت کی کمزوریاں ہیں۔ لیکن آپ کی یہ حالت نہ تھی۔ پیمانہ عمر لبریز نظر آرہا

تھا مگر چونکہ رشتہ حیات ہنوز باقی تھا۔ اس لئے وہ سب کرتے تھے جو بڑی زندگی کا یقین رکھنے والے کرتے ہیں۔

یہ ایک سخت غلطی عام ہوگئی ہے کہ دنیا کی ناگزیر مشغولیتوں سے بھی بھاگنے کو دین سمجھا جاتا اور موت کے خوف سے مفید مشاغل خدمت خلق' اعلاء کلمہ حق غرضیکہ ہر کام سے کنارہ کش ہو کر عضو معطل بن جانے کو تصوف' زہد و قناعت تصور کیا جاتا ہے۔ یہ غلط خیال اس وجہ سے پھیل گیا ہے کہ دنیا کو دین سے الگ بلکہ مخالف سمجھ لیا گیا ہے۔ حالانکہ دنیا دین کے سنوارنے کا ذریعہ اور آخرت کا زینہ ہے۔ دراصل دنیا کا مفہوم ہی غلط سمجھا گیا ہے۔ دنیا عیاشی' اوباشی اور تن پروری کا نام نہیں ہے۔ دنیا عمل صالح' خدمت خلق' اصلاح نفس' اور انسانیت کو ترقی دینے کا نام ہے۔ یہی دین ہے۔ اسی مقصد سے حکیم مطلق نے انسان کو پیدا کیا ہے۔ جو انسان دنیا میں رہ کر یہ فرائض انجام دیتا ہے وہ درحقیقت دین کا کام کرتا ہے۔ تمام آسمانی کتابیں یہی تعلیم دیتی ہیں۔ تمام سچے پیغمبروں نے اپنی عملی زندگی سے یہی نمونہ پیش کیا ہے۔

اللہ کا آخری رسول ﷺ ساری زندگی یہی کرتا رہا اور موت کی سرحد پر پہنچ جانے پر بھی اس سے منہ نہ موڑا۔ فرماتے تھے:

''اپنی دنیا کے لئے اس طرح کام کرو۔ گویا ہمیشہ زندہ رہو گے۔ اپنی آخرت کے لئے اس طرح کام کرو۔ گویا کل مر جاؤ گے۔''

آخر وقت تک یہی دستور رہا۔ کہ شدید عبادتوں اور ریاضتوں کے پہلو بہ پہلو نہایت اولوالعزمی کے ساتھ دنیاوی الجھنیں سلجھانے 'مشکلیں حل کرنے' امت کے لئے ترقی و سعادت کی راہیں ہموار کرنے میں لگے ہوئے تھے۔ موت کی دہشت سے روپوش نہیں ہوگئے تھے۔ دنیا سے ڈر کر کوہ و بیابان میں جا نہیں بیٹھے تھے اور ایسا کرتے بھی کیوں۔ جبکہ دنیا کے سب کام خدا ہی کے لئے کرتے تھے۔ حتیٰ کہ کھانا پینا سونا جاگنا اٹھنا بیٹھنا سب کچھ اسی لئے تھا کہ اس آقا کی خوشنودی حاصل ہو اور اسی کا بول بالا رہے۔ یہی سبق اپنی زندگی سے امت کو دیا تھا۔ اور پھر یہی سبق اپنی موت سے بھی دے گئے۔

حجۃ الوداع

عمر کے آخری سال اور وفات سے کل نوے دن پہلے حج کا موسم پیش آیا۔ اس تقریب میں مسلمانوں کا سب سے بڑا اجتماع ہوتا ہے۔ امت کو فلاح دارین کا سبق از سر نو دینے کے لئے یہ بہترین موقعہ

تھا۔اب تک خود بھی حج نہیں کیا تھا اور یہ اہم فریضہ دینی باقی رہا جاتا تھا۔ چنانچہ آپ نے اپنے سفر حج کی منادی کرا دی اور مسلمان جوق در جوق ہر طرف سے روانہ ہونے لگے تاکہ اپنے نبی ﷺ کا دیدار کر سکیں اور خود آپ ﷺ کی زبان سے پیغام الٰہی سنیں۔

یہ حج در حقیقت تاریخ اسلام کا ایک اہم ترین واقعہ ہے اور صحیح معنوں میں "حج اکبر" ہے اس میں آپ ﷺ نے جو خطبہ دیا۔ وہ اصول دین کا لب لباب دین ودنیا کی سعادت کا دستور العمل قومی زندگی کے قوانین کا مجموعہ 'شخصی زندگی کا ضابطہ' محاسن اخلاق کا گنجینہ 'کتاب وسنت کا خلاصہ تمام آسمانی شریعتوں کا نچوڑ ہے۔اور اس لائق ہے کہ ہر کلمہ گو نیکوکار انسان اس پر غائر نظر ڈالے۔ اور اس سے اپنی زندگی میں شمع ہدایت کا کام لے۔

اس حج کو حجۃ الوداع کہتے ہیں کیونکہ اس میں آپ مسلمانوں سے رخصت ہوئے تھے۔ (بخاری 'زاد المعاد) معلوم ہوتا ہے۔ اس حج سے بہت پہلے آنحضرت ﷺ کی زندگی میں حجۃ الوداع کا صحابہ کرامؓ میں چرچا تھا اور وہ اس کا مطلب نہیں سمجھتے تھے جیسا کہ عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ ہم میں حجۃ الوداع کا چرچا ہوا کرتا تھا حالانکہ نبی ﷺ ہمارے اندر زندہ موجود تھے اور ہم حجۃ الوداع کا مطلب نہیں سمجھتے تھے۔ یہاں تک کہ وہ واقعہ ہوا اور آپ ﷺ رخصت ہو گئے۔ (بخاری حجۃ الوداع وفتن)

اس دور میں ایسے لوگ کہاں

اخلاص وحمیت کا پیکر' ہمت کا دھنی' جرات کا نشان
اسلام کی خاطر وقف رہا عابدؒ کا جسم عابدؒ کی زباں
اللہ اللہ سالار جری' وہ لشکر ختم نبوت کا
جوانی ان کی گذری ہے فتنہ (قادیانیت) کی سرکوبی میں
درد سے ہو بے تاب نہ کیوں ہو آنکھ میری پر آب نہ کیوں
روئیں نہ بھلا کیوں عابدؒ کو اس دور میں ایسے لوگ کہاں
عاشق وہ تیری توحید کا تھا' پروانہ تھا شمع نبوت کا
یارب دعائیں ہیں یہ ہماری' تو ان کو عطا کر باغ جناں

عاجزان: احمد عثمان' محمد طفیل' ایم حفیظ

بسلسلہ قادیانی شبہات کے جوابات

لوعاش(ابراھیم) لکان صدیقاًنبیا

قادیانی استدلال کا منہ توڑ جواب

ادارہ

سوال نمبر ۲۱: ولو عاش (ابراہیم)لکان صدیقاًنبیا' اس سے قادیانی استدلال کرتے ہیں کہ اگر حضور ﷺ کے بیٹے حضرت ابراہیم زندہ رہتے تو نبی بنتے۔ بوجہ وفات کے حضرت ابراہیم نبی نہیں بن سکے ورنہ نبی بننے کا امکان تو تھا۔

جواب نمبر ا: یہ روایت جس کو قادیانی اپنے استدلال میں پیش کرتے ہیں سنن ابن ماجہ باب ماجاء فی الصلوۃ علی ابن رسول اللہ ﷺ وذکر وفاتہ میں ہے۔ روایت کے الفاظ یہ ہیں:

"عن ابن عباس لمامات ابراہیم بن رسول اللہ ﷺ صل رسول اللہ ﷺ وقال ان لہ مرضعاً فی الجنتہ ولوعاش لکان صدیقانبیا ولوعاش لعتقت اخوالہ القبط وماASترق قبطی "(ابن ماجہ ص ۱۰۸ طبع نور محمد کراچی)

"اگر ابراہیم زندہ رہتے تو سچے نبی ہوتے اور اگر وہ زندہ رہتے تو اس کے قبطی خالہ زاد آزاد کر دیتا۔"

(۱) اس روایت کی صحت پر شاہ عبدالغنی مجددی نے انجاح الحاجہ علی ابن ماجہ میں کلام کیا ہے۔

" وقد تکلم بعض الناس فی صحۃ ھذا الحدیث کا ذکرالسیدجمال الدین المحدث فی روضۃ الا حباب "(انجاح ص ۱۰۸)

ترجمہ:۔ اس حدیث کی صحت میں بعض (محدثین) نے کلام کیا ہے جیسا کہ روضہ احباب میں سید جمال الدین محدث نے ذکر کیا ہے۔

(۲) قال ابن عبدالبرلاادری مامعنی ھذاالقول لان اولانوح ماکانواانبیاء" (انجاح ص ۱۰۸)

شیخ ابن عبدالبر کہتے ہیں نہیں معلوم کہ اس قول کا کیا معنی ہے کہ حضرت ابراہیم زندہ ہوتے تو نبی بنتے یہ بات اصولاً غلط ہے کیونکہ یہ کہاں ہے کہ ہر نبی کا بیٹا نبی ہو اس لئے کہ حضرت نوح علیہ السلام کے بیٹے نبی نہیں تھے۔

(۳) ”وقال الشیخ الد هلوی وهذی جراء ة عظیمیة................. لم یصح “
(انجاح ص ۱۰۸)

(۴) ”روی ابن ماجه بسند فیه ابوشیبه ابراہیم بن عثمان العبسی قاضی واسط وهومتروك الحدیث“(انجاح ص ۱۰۸)

اس روایت میں ابوشیبہ ابراہیم بن عثمان العبسی راوی متروک الحدیث ہے۔(یعنی اس کی روایت غیر صحیح ہے۔)

(۵) تقریب التھذیب ص ۲۵ علامہ ابن حجر نے فرمایا ہے کہ :”ابوشیبه ابراہیم بن عثمان العبسی هومتروك الحدیث “

(۶) ہدایہ اور فتاویٰ عالمگیری کے مترجم علامہ امیر علی نے تقصیب التقریب میں ترمذی جلد ۱ صفحہ ۱۹۹۔کتاب الجنائز کے حوالہ سے ابوشیبہ ابراہیم کے بارہ میں تحریر کیا ہے کہ وہ منکر الحدیث ہے۔(تقریب ص ۲۵)

(۷) تذکرۃ الموضوعات ص ۲۲۳ پر ابوشیبہ ابراہیم بن عثمان کو متروک کہا ہے اور لکھا ہے کہ شعبہ نے اس کی تکذیب کی ہے۔

(۸) موضوعات کبیر کے ص ۵۸ پر ہے :”قال النووی فی تهذیبه هذاالحدیث باطل وجسارة علی الکلام المغیبات وفجازفة وهجوم علی عظیم “۔امام نووی نے تہذیب الاسماء میں فرمایاہے کہ یہ حدیث باطل ہے‘غیب کی باتوں پر جسارت ہے‘بڑی بے تکی بات ہے۔

(۹) مدارج النبوۃ ص ۲۶۷ ج ۲ شیخ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں کہ یہ حدیث صحت کو نہیں پہنچتی۔اس کا کوئی اعتبار نہیں۔اس کی سند میں ابوشیبہ ابراہیم بن عثمان ہے ضعیف ہے۔

(۱۰) ابوشیبہ ابراہیم بن عثمان کے بارہ میں محدثین کی آراء یہ ہیں۔

ثقہ نہیں ہے۔حضرت امام احمد بن حنبلؒ‘حضرت امام یحییٰؒ‘حضرت امام داؤدؒ

منکر حدیث ہے	امام ترمذیؒ
متروک الحدیث ہے	حضرت امام نسائیؒ
اس کا اعتبار نہیں	امام جوزجانیؒ
ضعیف الحدیث ہے	امام ابوحاتمؒ

ضعیف ہے اس کی حدیث نہ لکھی جائے اس نے حکم سے منکر حدیثیں روایت کی ہیں۔ تہذیب التہذیب ص ۱۴۵، ۴ ج ۱ (یاد رہے کہ زیر بحث روایت بھی ابو شیبہ نے حکم سے روایت کی ہے) ایسا روای جن کے متعلق آپ اکابر امت کی آرا ملاحظہ فرما چکے ہیں' اس کی ایسی ضعیف روایت کو لے کر قادیانی اپنا باطل عقیدہ ثابت کرنا چاہتے ہیں۔ حالانکہ ان کو معلوم ہونا چاہیے کہ عقیدہ کے اثبات کے لئے خبر واحد (اگرچہ صحیح کیوں نہ ہو بھی) معتبر نہیں ہوتی۔ چہ جائیکہ کہ عقائد میں ایک ضعیف روایت کا سہارا لیا جائے۔ یہاں تو بالکل ڈوبتے کو تنکے کا سہارا والی بات ہو گی۔

جواب نمبر ۲: اور پھر قادیانی دیانت کے دیوالیہ پن کا اندازہ فرمائیں کہ اسی متذکرہ روایت سے قبل حضرت ابن اوفیٰ کی ایک روایت ابن ماجہ نے نقل کی ہے جو صحیح ہے اس لئے کہ امام بخاریؒ نے بھی اپنی صحیح بخاری میں اسے نقل فرمایا ہے جو قادیانی عقیدہ اجراء نبوت کو بیخ و بن سے اکھیڑ دیتی ہے۔

اے کاش! قادیانی اس ضعیف روایت سے قبل والی صحیح روایت کو پڑھ لیتے جو یہ ہے:۔

" قال قلت لعبدالله ابن ابی اوفی رائیت ابراہیم بن رسول الله ﷺ قال مات وھو صغیر و لو قضی ان یکون بعد محمد ﷺ نبی لعاش ابنه ابراہیم ولکن لانبی بعده • ابن ماجه باب ماجاء فی الصلوة علی ابن رسول الله ﷺ" (وذکر فاتہ ص ۱۰۸)

اسماعیل روای فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ ابن اوفیٰ سے پوچھا کہ کیا رسول اللہ ﷺ کے بیٹے ابراہیم کو آپ نے دیکھا تھا۔ عبداللہ ابن اوفیٰ نے فرمایا کہ وہ (ابراہیم) چھوٹی عمر میں انتقال فرما گئے اور اگر حضور ﷺ کے بعد کسی کو نبی بننا ہوتا۔ تو آپ ﷺ کے بیٹے ابراہیم زندہ رہتے لیکن آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ یہ وہ روایت ہے جسے اس باب میں ابن ماجہ سب سے پہلے لائے ہیں۔ یہ صحیح ہے اس لئے کہ حضرت امام بخاریؒ نے اپنی صحیح کے باب من سمی باسماء الانبیاء میں اسے مکمل نقل فرمایا ہے۔ دیکھئے:۔

(بخاری ج ۲ ص ۹۱۴)

اب آپ ملاحظہ فرمائیں کہ یہ صحیح روایت جسے ابن ماجہ متذکرہ باب میں سب سے پہلے لائے اور جس کو امام بخاری نے اپنی صحیح بخاری میں روایت کیا اور مرزا قادیانی نے اپنی کتاب شھادۃ القرآن ص ۴۱' روحانی خزائن ص ۳۳۷ ج ۶ پر بخاری شریف کو اصح الکتب بعد کتاب اللہ تسلیم کیا ہے۔ اگر مرزائیوں میں دیانت نام کی کوئی چیز ہوتی تو اس صحیح بخاری کی روایت کے مقابلہ میں ایک ضعیف اور منکر الحدیث کی روایت کو نہ لیتے مگر مرزائی اور دیانت یہ دو متضاد چیزیں ہیں۔ اب ملاحظہ فرمایئے کہ حضرت عبداللہ ابن اوفیٰ" یہ

کیوں فرماتے ہیں کہ اگر حضور ﷺ کے بعد کسی کو نبی بننا ہوتا' تو آپ کے بیٹے ابراہیم زندہ رہتے۔ گویا حضرت ﷺ کے صاحبزادہ کا انتقال ہی اس لئے ہوا کہ آپ ﷺ کے بعد کسی کو نبی نہیں بننا تھا۔ یہ اس لئے فرمایا کہ ' رحمت دو عالم ﷺ کے بعد اگر آپ ﷺ کے بیٹے ابراہیم زندہ رہتے اور جوانی کی عمر کو پہنچتے تو دو صورتیں تھیں۔ نمبر ۱: یہ کہ وہ نبی بنتے یا نمبر ۲: نبی نہ بنتے۔ اگر نبی بنتے تو یہ آپ ﷺ کی ختم نبوت کے منافی تھا۔ اگر نبی نہ بنتے تو سوال پیدا ہو سکتا تھا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام نبی' حضرت یعقوب علیہ السلام کے بیٹے حضرت یوسف علیہ السلام نبی' تو آپ ﷺ کا بیٹا کیوں نبی نہیں؟۔ گویا آپ ﷺ کے بیٹے نبی بنتے تو ختم نبوت پر حرف آتا' نبی نہ بنتے تو رحمت دو عالم ﷺ پر اعتراض آتا۔ اللہ رب العزت کی حکمت بالغہ نے آپ ﷺ کے صاحبزادوں کا بچپن میں اس لئے انتقال کر دیا کہ نہ آپ ﷺ کی ختم نبوت پر بھی حرف آئے اور نہ آپ ﷺ کی ذات پر' گویا ابراہیم کا انتقال ہی ختم نبوت کی وجہ سے تھا آپ ﷺ کے بعد کسی شخص کو نبی نہیں بننا تھا۔

لیجئے ایک اور روایت انہیں حضرت عبداللہ ابن اوفی سے مسند احمد ج ۴ ص ۳۵۳ پر ہے ملاحظہ فرمایئے:۔

"حدثنا ابن ابی خالد قال سمعت ابن ابی اوفی یقول لوکان بعد النبی ﷺ نبی مامات ابنه ابراہیم"

ابن ابی خالد فرماتے ہیں کہ میں نے ابن اوفی سے سنا فرماتے تھے کہ حضرت رحمت دو عالم ﷺ کے بعد کوئی نبی ہوتا تو آپ ﷺ کے بیٹے ابراہیم فوت نہ ہوتے۔

حضرت انسؓ سے سدیؒ نے دریافت کیا کہ حضرت ابراہیم کی عمر بوقت وفات کیا تھی؟ آپ نے فرمایا کہ: "ماملاء معهده ولو بقی لکان نبیاً لکن لم یبق لدلن نبیکم آخر الانبیاء" وہ تو گہوارہ کو بھی پورا نہیں بھر سکے یعنی بچپن میں ہی انتقال ہو گیا اور اگر وہ باقی رہتے تو نبی ہوتے لیکن اس لئے باقی نہ رہے کہ تمہارے نبی آخری نبی ہیں۔ (تلخیص التاریخ الکبیر لابن عساکر ص ۲۹۴ ج ۱)

اس روایت نے واضح کر دیا کہ ابراہیم کی وفات ہی اس لئے ہوئی کہ آپ ﷺ کے بعد کسی کو نبی نہ بننا تھا۔ اب ان صحیح روایات جو بخاری' مسند احمد اور ابن ماجہ میں موجود ہیں ان کے ہوتے ہوئے ایک ضعیف روایت کو جس کا جھوٹا اور مردود ہونا یوں بھی ظاہر ہے کہ یہ قرآن کے نصوص صریحہ اور صدہا احادیث نبویہ کے خلاف ہے۔ وہی لوگ اپنے عقیدے کے لئے پیش کر سکتے ہیں جن کے متعلق حکم خدا

وندی ہے: ”ختم اللّٰہ علیٰ قلوبھم وعلیٰ سمعھم وعلیٰ ابصارھم غشاوۃ“

قادیانی اعتراض: اس روایت کی شہاب علی البیضاوی اور موضوعات میں ملا علی قاری نے تصحیح کی ہے۔

جواب: شہاب علی البیضاوی یا حضرت ملا علی قاری کی تصحیح آئمہ حدیث ابن حجر عسقلانی، حافظ ابن عبدالبر اور امام نوویؒ کے مقابلہ میں کوئی تقدیم نہیں رکھتی۔ یہ تمام آئمہ حدیث اس روایت کو ضعیف اور باطل قرار دیتے ہیں اور پھر موضوعات میں حضرت ملا علی قاریؒ نے بھی ان آئمہ کی اس حدیث کے بارے میں جرح کو نقل کیا ہے۔ اس لئے شہاب علی البیضاوی ہوں یا حضرت علی القاریؒ ان کی تصحیح وتعدیل پر جرح مقدم ہوگی اور پھر جبکہ جرح بھی آئمہ حدیث نے کی ہو جن کی ثقاہت پر حضرت ملا علی قاریؒ بھی سر دھنتے ہوں۔

الحاوی للفتاویٰ ص ۹۹ پر حضرت عبداللہ بن اوفیؓ سے روایت کے الفاظ یہ ہیں:

”توفی وھوصغیر ولوقضی ان یکون بعدمحمد ﷺ نبی لعاش ولکنہ لانبی بعدہ“

(حضرت ابراہیم) بچپن میں فوت ہوگئے اگر آنحضرت ﷺ کے بعد کسی شخص کا نبی بننا مقدر (جائز) ہوتا تو وہ زندہ رہتے لیکن (زندہ اس لئے نہیں رہے) کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں (بنناتھا) اور الحاوی للفتاویٰ ص ۹۹ پر ایک اور روایت حضرت انس بن مالکؓ سے مروی ہے کہ:

”ولو بقی لکان نبیا ولکن لم یبقی لان نبیکم آخرالانبیاء“

اگر وہ زندہ رہتے تو نبی ہوتے لیکن وہ زندہ اس لئے نہیں رہے کہ آنحضرت ﷺ آخرالانبیاء ہیں۔

الحاوی کے مصنف علامہ جلال الدینؒ ہیں۔ جن کو قادیانی نویں صدی کا مجدد مانتے ہیں اور جن کے متعلق مرزا نے ازالہ اوہام میں لکھا ہے کہ وہ حالت بیداری میں ۷۵ مرتبہ رحمت دوعالم ﷺ سے حدیثوں کی صحت کرایا کرتے تھے۔ (ازالہ اوہام ص ۱۵۱، روحانی خزائن ص ۱۷۷ ج ۳)

غرض حضرت علامہ جلال الدین سیوطیؒ نے ان تمام روایات کو جمع کرنے کے بعد ان کا جو جواب تحریر کیا ہے اے کاش وہ قادیانیوں کے لئے ہدایت کا باعث بن جائے۔ وہ یہ ہے:

”حافظ ابن حجر اصابہ میں فرماتے ہیں کہ یہ روایت میں نہیں جانتا اس کا کیا مطلب ہے ہر چند کہ یہ تین صحابہ سے مروی ہے (لیکن غلط ہے) اس لئے کہ صحابہ کرامؓ کے متعلق یہ خیال نہیں کیا جاسکتا کہ

انہوں نے ایسی بات کہی ہو۔ علامہ جلال الدین فرماتے ہیں (کہ اگر یہ صحیح ہوتی تو) قضیہ شرطیہ ہے اس کا وقوع لازم نہیں۔" (الحاوی الفتاوی ج ۲ ص ۱۰۰)

جواب نمبر ۳: اگر یہ روایت کہیں سند صحیح سے مذکور بھی ہوتی' تو بھی واحد ہونے کی وجہ سے احادیث صحیحہ متواترہ کے خلاف ہونے کے باعث قابل توجیہ یا قابل رد تھی۔ جیسا کہ مدارج النبوۃ میں حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ فرماتے ہیں کہ زیادہ سے زیادہ یہی کہا جائے گا کہ اگر رحمت دو عالم ﷺ کے بعد نبوت جاری ہوتی اور ابراہیم زندہ رہتے تو ان میں نبی بننے کی صلاحیت تھی۔ مگر چونکہ آپ ﷺ کے بعد نبوت کا دروازہ بند ہے صلاحیت ہونے کے باوجود نبی نہیں بن سکتے جیسا کہ حضرت عمرؓ کے متعلق معروف روایت ہے "لوکان بعدی نبی لکان عمرؓ" حضرت عمرؓ میں بالقوۃ نبی بننے کی صلاحیت موجود تھی مگر آپ ﷺ کے خاتم النبیین کے ہونے کے باعث بالفعل نبی نہیں بن سکے۔

جواب نمبر ۴: اس میں حرف "لو" قابل توجہ ہے اس لئے کہ جیسے "لوکان فیهما زلسهة الا الله لفسدتا" لو عربی میں محال کے لئے آتا ہے اس روایت میں بھی تعلیق بالمحال ہے۔ لو عاش ابراہیم بعد تقدیر موت کے حیات محال ہے اور تعلیق علی المحال محال ہوتا ہے۔ پس بعد تقدیر موت کے حیات ابراہیم محال ہے' لہذا ان کا نبی ہونا بھی محال ہوا اور اس پر جو بھی معلق کیا جائے خواہ فی نفسہ ممکن بھی ہوتا' وہ بھی محال ہوگا کیونکہ معلق علی المحال بھی محال ہے پس اگر اس کی سند صحیح بھی ہو تو بھی یہ ممتنع الوقوع ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

شیزان کی مصنوعات کا بائیکاٹ

چیچہ وطنی (نمائندہ ختم نبوت) شیزان کے بارے میں جب مسلمان دوستوں کو بتایا جاتا ہے کہ یہ قادیانیوں کی فرم ہے اور شیزان کی مصنوعات خرید کر دراصل قادیانی جماعت کی مالی امداد کی جارہی ہے۔ کیونکہ اس کی آمدن کا کثیر حصہ قادیانی فنڈ میں جاتا ہے۔ تو اس کے جواب میں سادہ لوح مسلمان (قادیانیوں کی دھوکہ دہی سے) کہہ دیتے ہیں کہ شیزان کمپنی مسلمانوں نے خرید لی ہے اور اب قادیانیوں کا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ ایسے لاعلم لوگوں کے لئے روزنامہ نوائے وقت میں شائع ہونے والی درج ذیل خبر آنکھیں کھولنے کے لئے کافی ہے۔

"لاہور (سٹاف رپورٹر) جماعت احمدیہ کے سیکرٹری امور عامہ اور شیزان انٹرنیشنل کے ڈائریکٹر جینئی وردگذشتہ روز موٹروے پر ایک حادثہ میں جاں بحق ہوگئے۔ ان کی آخری رسومات آج ڈیڑھ بجے ظفر اللہ ہاؤس خورشید عالم روڈ پر ادا کی جائیں گی۔" (روزنامہ نوائے وقت لاہور ۹ مارچ ۱۹۹۹ء)

مسلمانو! سچے عاشق رسول ﷺ بن کر شیزان کی مصنوعات کا مکمل بائیکاٹ کرکے ختم نبوت کے مشن میں شامل ہو جاؤ۔

تذکرہ فاتح قادیان
حضرت مولانا محمد حیات رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مولانا محمد شریف جالندھری رحمۃ اللہ علیہ

آج دفتر کے پرانے ریکارڈ سے کسی کاغذ کی تلاش کے لئے حضرت مولانا عزیز الرحمٰن صاحب جالندھری نے فائل منگوائی تو ورق گردانی کے دوران میں حضرت مولانا محمد شریف جالندھری رحمۃ اللہ علیہ کا تین صفحات پر مشتمل ایک غیر مطبوعہ مضمون مل گیا۔ اس نعمت غیر مترقبہ کو پاکر بہت خوشی ہوئی جب پڑھا تو وہ نامکمل تھا۔ دو صفحات مکمل تھے تیسرا صفحہ آدھا لکھ کر مولانا محمد شریف صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مضمون رکھ دیا۔ بس ایسا رکھا کہ رکھا ہی رہ گیا۔ بہت افسوس ہوا۔ تاہم بہت غنیمت اس لئے کہ مولانا محمد شریف رحمۃ اللہ علیہ نے مولانا مرحوم کے ایسے حالات اس میں جمع کردیئے ہیں جو ہم میں سے آج تک کسی کو معلوم نہ تھے۔ قادیان چھوڑنے تک کے واقعات اس مضمون میں شامل تھے۔ پاکستان بننے کے بعد کے حالات کچھ حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری سے پوچھ کر فقیر نے اس میں شامل کردیئے ہیں۔ اس سے قبل تذکرہ مجاہدین ختم نبوت میں کچھ حالات مولانا عبدالرحیم اشعر صاحب سے پوچھ کر فقیر نے مرتب کردئے تھے۔

غرض حضرت مولانا محمد شریف جالندھری رحمۃ اللہ علیہ کا یہ غیر مطبوعہ نامکمل مضمون اور اس کے بعد حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری' حضرت مولانا عبدالرحیم اشعر سے حاصل کردہ روایات کو جب ایک جگہ جمع کیا تو فاتح قادیان مولانا محمد حیات رحمۃ اللہ علیہ پر ایک اچھا خاصا اور معلومات افزاء مضمون تیار ہوگیا۔ حضرت مولانا محمد حیات رحمۃ اللہ علیہ فقیر کے استاد تھے۔ بہت خوشی ہوئی کہ میرے استاد رحمۃ اللہ علیہ پر ایک یادگار مضمون تیار ہوگیا ہے۔ آپ حضرات اسے پڑھیں۔ حضرت مولانا مرحوم کی خدمات اور شخصیت ایک جامع کتاب کی متقاضی ہے تاہم جو ہوسکا وہ حاضر خدمت ہے۔ تراب اقدا مھم

(فقیر اللہ وسایا)

آہ مولانا محمد حیات صاحب رحمۃ اللہ علیہ

فاتح قادیان۔ مبلغ و مناظر اسلام حضرت مولانا محمد حیات مورخہ ۲۸،۲۹ رمضان ۱۴۰۶ھ کی درمیانی شب دس گیارہ بجے اپنے آبائی گاؤں کوٹلی بارے خاں تحصیل شکرگڑھ ضلع سیالکوٹ میں اپنے خالق حقیقی سے

جا ملے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

مرحوم نے طویل عمر پائی اور عمر کی ایک ایک ساعت تبلیغ اسلام' وتردید باطل میں بسر ہوئی۔ موصوف نے پہلا کامیاب مناظرہ ۱۹۲۰ء میں گوجرانوالہ میں آریوں کے ساتھ کیا اور دم واپسی تک یہی شغل جاری رہا۔ اس لحاظ سے ان کی زندگی کے پچپن سال دین کی خدمت میں گزرے۔ جو ایک پاکستانی کی اوسط عمر سے بھی زائد ہیں۔

موصوف ۱۸۹۵ء میں کوٹلی بارے خان میں پیدا ہوئے۔ والد کا نام فضل داد خان تھا۔ پٹھانوں کے داؤد خان قبیلہ سے متعلق تھے۔ اسلامی دور میں بیرون ممالک سے جو لوگ ہندوستان میں آباد ہوئے۔ تو خصوصاً پنجاب میں آباد ہونے کے لئے ضروری تھا کہ نوارد خاصی جمعیت کے ساتھ آباد ہوں۔ کیونکہ سکھ جارحیت کے باعث یہ لوگ ہمیشہ اپنے کو غیرمامون سمجھتے تھے۔ اسی قاعدہ کلیہ کے تحت راوی کے کنارے دونوں طرف اس جگہ بارہ دیہات پٹھانوں کے ہیں۔

مولانا مرحوم چار بھائیوں اور دو بہنوں میں سب سے بڑے تھے۔ سب سے چھوٹے بھائی کا نام محمد یوسف خاں ہے۔ جن کی عمر اس وقت ۷۰ برس ہے۔ انہیں کی تیمارداری میں مولانا مرحوم نے وصال فرمایا۔ مولانا کی ابھی سکول کی تعلیم جاری ہوئی تھی کہ والد ماجد کا سایہ سر سے اٹھ گیا۔ خوردو سال بچوں کی کفالت بیوہ ماں کے سپرد ہوئی۔ فضل داد خاں مرحوم بہت کم زرعی اراضی کے مالک تھے۔ والدہ مرحومہ نے محنت مزدوری کر کے بچوں کی پرورش شروع کی۔ مولانا مرحوم کا حساس دل اس قدر متاثر ہوا کہ والدہ اور خوردو سال بہن بھائیوں کی خاطر دسویں جماعت سے تعلیم کا سلسلہ ختم کردیا۔ کچھ عرصہ ڈیرہ بابا نانک میں بطور محرر چونگی ملازمت کی۔ مرحوم بے پناہ سادہ اور کفایت شعار تھے۔ اس چھوٹی سی ملازمت سے تمام مشاہرہ بچا لیتے۔ گھر سے آٹا لے جاکر خود کھانا پکاتے اور جو ملتا وہ والدہ کی خدمت میں پیش کردیتے۔ ڈیرہ بابا نانک سے ملازمت چھوڑ کر رینالہ خورد ضلع ساہیوال تشریف لائے۔ جہاں سرگنگارام نے حکومت برطانیہ سے سینکڑوں ایکڑ بنجر اراضی جس کی سطح اونچی ہونے کے باعث نہری پانی نہ لگ سکتا تھا۔ مستاجری پر لی تھی۔ سرگنگارام ایک معمولی اوورسیر تھے۔ لیکن طبیعت کے فیاض اور غریب پرور تھے۔ ان کا قول تھا کہ دھن (مال) ان (خیرات) کرنے سے بڑھتا ہے۔ اراضی کا نہری پانی منظور کرایا۔ اسے بہت گہرے کنویں کھود کر ان میں گرایا۔ پانی کی اس رفتار سے پن چکی کے اصول کے تحت جنریٹر چلائے۔ اور ان کی بجلی کے ذریعے گہرائی سے پانی اٹھا کر اراضی کی اونچی سطح تک لے گئے۔ یہیں سے انہیں مال ملا۔ پھر گنگارام نے لاہور میں مشہور گنگارام ہسپتال بنایا۔ اور ایک ٹرسٹ کے ذریعہ سے اس کے اخراجات کا انتظام کیا۔

مولانا مرحوم نے بحیثیت ایک کلرک ملازمت اختیار کرلی۔ یہ ۱۹۱۵'۱۹۱۶ء کی بات ہے۔ طبیعت میں

بے پناہ سادگی اور دین اسلام سے لگاؤ تھا۔ تب بھی مذہبی کتب کا مطالعہ کرتے تھے۔ ایک دن ان کا ایک عیسائی ساتھی جو اکثر عیسائیت اور اسلام کے موضوع پر ان سے باتیں کیا کرتا تھا۔ ایک پادری کو لے آیا مولانا نے اپنی محدود دینی واقفیت کے ساتھ اس سے گفتگو کی۔ اس گفتگو میں ان کے اندر سوئی ہوئی قوت بے دار ہوئی اور خیال مستحکم ہوا کہ مجھے تبلیغ اسلام وصداقت اسلام کے لئے کام کرنا چاہیے۔ اس وقت عیدگاہ ساہیوال میں مولانا محمد عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ مشہور عالم دین قیام فرما تھے۔ ملازمت کے ساتھ ہی ان سے پڑھنا شروع کیا۔ اس اثنا میں چھوٹے بھائی کام کاج کے قابل ہوچکے تھے۔ ادھر ملازمت دینی تعلیم میں روکاوٹ تھی۔ سلسلہ تعلیم منقطع کرکے گوجرانوالہ تشریف لے گئے۔ مشہور عالم دین حضرت مولانا محمد چراغ صاحب دامت برکاتہم اور محدث وقت مولانا عبدالعزیز صاحب شیخ الحدیث سے سلسلہ تلمذ قائم ہوا۔ یہیں ۱۹۲۵ء میں آریوں کے ساتھ کامیاب مناظرہ ہوا۔ طالب علمی کے دور میں بھی محنت مزدوری کرکے والدہ مرحومہ اور بہن بھائیوں کی خدمت کرتے رہے۔ گوجرانوالہ کا قیام کافی عرصہ رہے۔ وہاں سے بحکم امیر شریعت رحمۃ اللہ علیہ قادیان تشریف لے گئے۔

قادیان

مشرقی پنجاب (بھارت) کے ضلع گورداسپور میں واقع ہے۔ اور غلام احمد مدعی نبوت کاذبہ کا مولدو مدفن ہے۔ تقسیم سے قبل وہاں قادیانیوں بالخصوص خاندان غلام احمد قادیانی کا دبدبہ تھا۔ حکومت اندر حکومت کی بدترین مثال تھی۔ کوئی ہندو' سکھ' مسلمان جب تک بشیرالدین محمود سے لائسنس حاصل نہ کرلے قادیان میں دکان نہ کرسکتا تھا۔ قادیانی جماعت کے اپنے اسٹامپ وجوڈیشنل فارم تھے۔ عدالتیں تھیں باقاعدہ مقدمات سن کر فیصلے ہوتے تھے۔ آخری اپیل کی عدالت خود خلیفہ قادیان بشیرالدین محمود کی عدالت تھی۔ حضرت امیر شریعت قدس سرہ کے ایک فیصلہ میں مسٹر کھوسلہ سیشن جج گورداسپور تحریر کرتے ہیں۔ ”قادیان میں رضاکاروں کا ایک دستہ' (والنٹیر کور) مرتب ہوا۔ اور اس کی ترتیب کا مقصد غالباً“ یہ تھا کہ قادیان میں ”لمن الملک الیوم“ کا نعرہ بلند کرنے کے لئے طاقت پیدا کی جائے۔ انہوں نے عدالتی اختیارات بھی اپنے ہاتھ میں لے لئے۔ دیوانی اور فوج داری مقدمات کی سماعت کی۔ دیوانی مقدمات میں ڈگریاں صادر کیں۔ اور ان کی تعمیل کرائی گئی۔ کئی اشخاص کو قادیان سے نکالا گیا یہ قصہ یہیں ختم نہیں ہوتا۔ بلکہ قادیانیوں کے خلاف کھلے طور پر یہ کہا گیا ہے کہ انہوں نے مکانوں کو تباہ کیا' جلایا اور قتل تک کے مرتکب ہوئے۔“ مرزائی مدعی نبوت کاذبہ غلام احمد قادیانی کا ناؤ پھونکتے تھے۔ اور سوال ہی پیدا نہ ہوتا تھا کہ کوئی مسلمان قادیان میں ختم نبوت کا مسئلہ بیان کرسکے' یا مرزائی اعتراضات کا جواب دے سکے زیادہ سے زیادہ علماء حق قادیان کی سمت میں بٹالہ تک جاسکتے تھے۔ جہاں تحصیل کا دفتر تھا۔ اس سے آگے جانے کا امکان ہی نہ تھا۔ ایسے میں مجلس احرار نے وہاں دفتر قائم

کیا' مدرسہ اور مسجد تعمیر کی' اراضی خریدی۔ ابتداء میں کچھ عرصہ حضرت ماسٹر تاج الدینؒ ' مولوی خلیل الرحمنؒ ' مولوی عنایت اللہؒ نے قیام کیا۔ پھر قرعہ فال مولانا محمد حیات صاحب کے نام نکلا۔ آپ ۱۹۳۵ء میں وہاں تشریف لے گئے۔ کوہ ہمالیہ کی سی استقامت کے ساتھ قیام فرمایا۔ درس قرآن اور خطبہ جمعہ کا اہتمام کیا گیا۔ مرزائی سٹ پٹائے لیکن سرفروشان احرار کے سامنے جو مولانا محمد حیات کی قیادت میں کام کر رہے تھے ان کی ایک نہ چلی۔

ایک تقریر میں مولانا محمد حیات صاحب نے بشیر الدین محمود خلیفہ قادیان کے کریکٹر کے متعلق اعلان فرمایا۔ پولیس نے مقدمہ درج کر لیا کہ ایک بہت بڑے مذہبی راہنما و مصلح کی توہین ہوئی ہے۔ مولانا نے صفائی میں وہ عورتیں پیش کیں۔ جو اس درندہ کا شکار ہوئی تھیں۔ مجسٹریٹ نے ان کی شہادت لینے سے انکار کر دیا۔ مولانا کہاں جھکنے والے تھے۔ ماتحت عدالت کے اس جزوی فیصلہ کے خلاف اپیل کر دی۔ سیشن جج نے مجسٹریٹ کا فیصلہ بحال رکھا۔ مولانا عدالت میں پہنچ گئے تو حکومت وقت نے کیس ہی واپس لے لیا۔ مولانا کی تبلیغ کا میدان قادیان اور قادیان کے اطراف وجوانب تھے۔ جہاں کسی وقت مرزائیوں کے مبلغین دندنایا کرتے تھے۔ "پھر نوبت بایں جا رسید" کہ حضرت فاتح قادیان کے ساتھ مناظرہ کے بعد مرزائی مبلغ و مناظر میدان سے دم دبا کر بھاگ گئے۔

قادیان کے قیام کے وقت ہی اطلاع آئی کہ جموں و کشمیر کے بعض دیہاتی پہاڑی علاقوں میں مرزائی مبلغین کی ایک ٹیم اسلامیان کشمیر کو مرتد کر رہی ہے۔ اس وقت مولانا کے پاس مدرسہ میں جو طالب علم زیر تعلیم تھے ایک نسبتاً" بڑی عمر کے جفاکش طالب علم کو بلایا۔ فرمایا کیا میرے ساتھ ایسے تبلیغی سفر میں جانے کا حوصلہ رکھتے ہو۔ جس میں کھانا اپنا کھانا ہو گا۔ اگر کھانا پکانے کی نوبت نہ آئے۔ تو بھنے ہوئے چنے اور گڑ جو ہمراہ ہوں گے وہی غذا ہو گی۔ کسی سے مانگ کر کوئی کھانے کی اجازت ہو گی نہ کسی سے کرایہ لینا ہو گا۔ وہ طالب علم مولانا سے تربیت یافتہ تھا فوراً" اس سفر میں شرکت کے لئے تیار ہو گیا۔

قادیان سے پیدل سفر شروع ہوا۔ راوی کے کنارے پسرور وغیرہ سے آگے پہاڑی علاقہ آگیا۔ مولانا مرحوم نے اس سفر میں تین ماہ خرچ کئے۔ کپڑے خراب ہوئے ایک دن کا سفر ملتوی کر کے خود دھوئے روٹی پکائی اگر نہ پکا سکے تو چنے اور گڑ کے راشن سے کام چلایا۔ جہاں پتہ چلا کہ وہ وادی مرزائی مبلغین کی آماجگاہ ہے۔ مولانا پہاڑوں کے خطرناک راستہ سے سفر کر کے اس وادی میں پہنچے۔ مرزائی مبلغین کو جب پتہ چلا کہ مولانا محمد حیات پہنچ گئے ہیں تو انہوں نے راتوں رات رخت سفر باندھ لیا۔ واپسی ایسی حالت میں ہوئی کہ مولانا کے جوتے اور کپڑے پھٹ چکے تھے۔ پاؤں زخمی تھے۔ لیکن کشمیر اور جموں کی ان وادیوں کے مسلمانوں کا ایمان محفوظ تھا اور مرزائی مبلغ واپس آچکے تھے۔ مولانا یہ سب کام شعبہ تبلیغ مجلس احرار اسلام ہند کے تحت انجام دے رہے

تھے۔ قادیان میں زمین خرید کر مذروعہ رقبہ میں کنواں لگایا گیا۔ مدرسہ اور مسجد قائم ہوئے۔ مولانا مظہر علی صاحب اظہر کی صدارت میں ان امور کو چلانے اور آئندہ منصوبوں پر عمل کرتے ہوئے ٹرسٹ قائم کیا گیا۔ ان تمام انتظامات میں مولانا کی سادگی کفایت شعاری انتظامی امور کی پابندی ہی بنیادی بات تھی۔ مقابلے میں قادیانیوں کی ظالم وجابر منظم جماعت ہی نہ تھی بلکہ اس کی پشت پر برطانیہ کی کل ہند قوت موجود تھی۔ جو وقتاً فوقتاً" مولانا محمد حیات اور دوسرے بزرگوں کو پریشان کرنے کے لئے پابندیوں اور مقدمات کی بھرمار رکھتی تھی۔ حضرت امیر شریعت رحمۃ اللہ علیہ کے جمعہ کا اعلان ہوا سرکار برطانیہ نے قادیان کے داخلہ پر پابندی لگادی۔ حضرت امیر شریعتؒ گرفتار ہوئے تو احرار نے ہر جمعہ قادیان جانے اور خلاف ورزی کرکے گرفتار ہوجانے کا اعلان کردیا۔ گرفتاریاں شروع ہوئیں تو وائسرائے ہند نے اعلان کیا کہ چونکہ قادیان میں اکثریت مرزائیوں کی ہے اس لئے ان کے مخالفین کو وہاں جاکر تقریر کرنے کی اجازت نہیں۔ تب حضرت مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی کل ہند مجلس احرار اسلام کے صدر تھے۔ مولانا نے فوراً" ایک پریس بیان جاری کیا اور تحریک بند کرنے کا اعلان کردیا۔ اور فرمایا کہ میں وائسرائے کی بات کی تصدیق کرتا ہوں کہ کسی اکثریتی فرقے کے عقائد کے خلاف ان کے قصبہ میں مخالف فریق کو جلسہ نہ کرنا چاہیے۔ اس لئے احرار اپنی سول نافرمانی بند کردے۔ اور ساتھ ہی احرار رضاکاروں کو حکم دیتا ہوں کہ چونکہ قادیان کے باہر ہر جگہ مرزائی اقلیت میں اور مسلمان اکثریت میں ہیں۔ اس لئے ہندوستان بھر میں کسی جگہ مرزائیوں کا جلسہ نہ ہونے دیا جائے۔ تب مرزائی سیرت رسول ﷺ کے نام پر پبلک جلسہ کرنے کے عادی تھے۔ مولانا کا یہ اعلان مرزائیوں اور انگریز حکومت کو چیلنج تھا۔ ہندوستان میں جگہ جگہ جلسوں کا اعلان ہوا۔ اور یہ تاریخ ہے کہ باوجود انگریز کی سرپرستی کے ملک بھر میں کسی جگہ بھی قادیانیوں کا جلسہ نہ ہوسکا۔ لاہور' امرتسر' جالندھر' لدھیانہ' امبالا' مار کھانے کے بعد خاص اہتمام سے دہلی میں جلسہ کا اعلان ہوا۔ ظفراللہ خاں کی تقریر تھی۔ داخلہ بذریعہ ٹکٹ تھا۔ اس کے باوجود احرار رضاکاروں نے چوہدری عبدالستار سالار رضاکاران احرار کی قیادت میں نہ صرف مرزائیوں کا جلسہ الٹ دیا بلکہ ان کے سٹیج پر قبضہ کرکے اسے مجلس احرار کے جلسہ میں تبدیل کردیا۔ شعبہ تبلیغ مجلس احرار اسلام ہند نے جس کے سب سے بڑے کارکن فاتح قادیان تھے ملک بھر میں تردید مرزائیت کا جال بچھادیا۔ امام العصر مولانا سید محمد انور شاہ قدس سرہ جنہیں مرزائی ارتداد کا فکر دامن گیر تھا۔ مجلس احرار کو بذریعہ حضرت امیر شریعت قدس سرہ تردید مرزائیت کے کام پر لگاکر سکون خاطر نصیب ہوا۔ حضرت امیر شریعت اور اکابر احرار نے ہندوستان بھر میں جملہ احرار ورکرز کو تردید مرزائیت کے کام پر لگادیا۔

قادیان قیام کے دوران حضرت مولانا محمد حیات مناظر اسلام مولانا لال حسین اختر صاحب اور دوسرے مسلمان علماء کے ساتھ مرزائی مناظر جلال الدین شمس' (قادیانی) عبدالرحمٰن' (قادیانی) احمد علی

شاہ‘ (قادیانی) اللہ دتہ جالندھری‘ (قادیانی) قاضی نذیر احمد‘ (قادیانی) قاضی عبدالغفور (قادیانی) کے ساتھ ملک بھر میں سینکڑوں مناظرے ہوئے جن میں مرزائی مبلغین نے شکست کھائی۔ مولانا مظہر علی صاحب اظہر شیعہ مکتب فکر سے تعلق رکھتے تھے۔ مجلس احرار کے چوٹی کے راہنما تھے۔ تردید مرزائیت کا خاص ذوق تھا۔ ایثار و قربانی میں اپنی مثال آپ تھے۔ مولانا محمد حیات کے زمانہ میں قادیان تشریف لے گئے۔ مرزائیوں نے جلسہ میں گڑبڑ کی بغیر احباب کے مشورہ کئے محض اپنے جذبہ ایمانی کے باعث بشیر الدین محمود خلیفہ قادیان کو مباہلے کا چیلنج دے دیا۔ مقررہ تاریخ پر قادیان تشریف لے گئے۔ مگر خلیفہ قادیان کو میدان مباہلہ میں آنے کی جرات نہ ہوئی۔ قادیانیوں نے خلیفہ کے ایما پر اپنے ہی ہم عقیدہ لوگوں پر قادیان میں عرصہ حیات تنگ کردیا۔ مشہور مرزائی عبدالرحمٰن مصری (مولانا عبدالکریم مباہلہ جو بعد میں مسلمان ہوئے اور مرزائیوں کے ساتھ مناظرے کئے) کے گھروں پر قاتلانہ حملے کئے۔ ان کے مکانات کو نظر آتش کیا۔ ان کا اختلاف مرزا غلام احمد قادیانی کے دعاوی میں اس وقت ہرگز نہ تھا۔ بشیر الدین محمود کے اخلاقی جرائم پر معترض ہونا ان کے مصائب کا باعث بنا۔ فاتح قادیان نے اپنے احباب سمیت امداد مظلوم کے نظریہ کے تحت ان کے مکانوں مستورات اور بچوں کی حفاظت کی۔ مولانا عبدالکریم مباہلہ عبدالرحمٰن مصری (قادیانی) کو بحفاظت قادیان سے نکالا۔ مباہلہ صاحب اب پاکستان میں فوت ہوئے ہیں۔ قادیان سے انخلا کے بعد تائب ہوئے۔ اور تلافی مافات کے طور پر تردید مرزائیت کے محاذ پر بہت خدمات سرانجام دیں۔ رحمۃ اللہ ورحمۃ واسعہ

قادیانیوں نے انہیں قتل کرنے کے لئے تاریخ سے واپسی پر لاری سے نکال کر حملہ کیا تھا لیکن یہ بچ گئے۔ اور ان کے ضامن حاجی محمد حسین بٹالوی شہید ہوگئے۔ قاتل گرفتار ہوا‘ اسے پھانسی ہوئی اور قادیانیوں نے اس کی لاش کا جلوس نکالا۔

غرض یہ کہ قتل وغارت مخالفین کا بائیکاٹ کرنا ڈرانا دھمکانا آگ لگانا قادیان میں قادیانی لاٹ پادری مرزا محمود کا محبوب ترین مشغلہ تھا۔ ان حالات میں جس طرح بے جگری سے حضرت مولانا محمد حیات صاحب مرحوم نے قادیان میں کلمہ حق بلند کیا یہ آپ کی جرات ایمانی کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

تقسیم کے وقت

حضرت مولانا محمد حیات نے ۱۹۳۵ء سے ۱۹۴۷ء تک قادیان میں اعلاء حق کی علامت سمجھے جاتے تھے۔ پرانے قادیان کے دفتری کاغذات و رجسٹرات اور مولانا مرحوم کی ڈائریاں دیکھی جائیں تو ان کی عظمت اور کارنامہ ہائے نمایاں کے وہ پہلو سامنے آئیں گے جس سے ہر شخص بخوبی سمجھ سکتا ہے کہ وہ کتنی خوبیوں کے مالک تھے۔ قادیان کے گردو نواح کے سادہ لوح دیہاتوں کے مسلمانوں کے ایمان کو بچانا آپ کے وہ کارہائے نمایاں

ہیں جن پر بجاطور پر وہ امت محمدیہ کی طرف سے مبارک باد کے مستحق تھے۔ تحریک آزادی کے نعرہ حق سے جب ہندوستان کے درو دیوار میں زلزلہ بپا ہوا۔ انگریز جانے کی تیاری کر رہا تھا۔ لیکن انگریز کے پروردہ دم بریدہ سگان برطانیہ قادیانی گروہ۔ اور ان کا گرو انگریز کا دلال و زلہ خوار ہونے کے باعث اس امید میں تھا کہ شاید انگریز ہندوستان سے جاتے ہوئے ہمیں اپنا جانشین بناجائے گا۔ (منیر رپورٹ صفحہ نمبر۲۰۹) ”بلی کو خواب چھیچھڑوں کے“ والا معاملہ تھا۔ مرزا محمود کی حماقت دیکھیے کہ جب انگریز نے تقسیم کی طرح ڈالی تو مرزا محمود نے ”جاتے چور کی لنگوٹی سہی“ پر عمل پیرا ہوکر قادیان کو ویٹی کن سٹی بنانے کے خواب دیکھنے لگا۔ قادیان اور گورداسپور کو شامل کراکر ہندوستان کے لئے کشمیر کا راستہ صاف کردیا۔ لیکن جب ملک تقسیم ہوا تو اسے احساس ہوا کہ یہاں ہماری دال نہیں گلے گی جھٹ سے قادیان میں اعلان کردیا کہ کچھ ہوجائے ہمیں اپنے مقدس شہر قادیان میں رہنا ہے۔ قادیان کی ذلیل و منحوس بستی کے رہائشی قادیانی اس اعلان پر واہ واہ کے ڈونگرے برسانے لگے۔ قادیانی شاطر قیادت نے ان پر دوسرا وار یہ کیا کہ ایک دن قادیان میں اعلان کرایا کہ آج میں بلدیو سنگھ وزیر دفاع انڈیا سے مل آیا ہوں وہ ہیلی کاپٹر پر قادیان کا معائنہ کریں گے۔ قادیان کے لوگ دروازے بند کرکے گھروں میں بیٹھے رہیں تاکہ وہ اوپر سے دیکھ سکیں کہ واقعی لوگ تنگ ہیں، دشمن کے حملوں کا سخت خطرہ ہے اس لئے گھروں میں نظر بند ہیں۔ تمام قادیانی گھروں میں نظر بند ہوگئے۔ مرزا بشیرالدین برقع پہن کر خفیہ طور پر قادیان سے لاہور آگیا۔ جب مرزائیوں کو پتہ چلا تو سخت سٹپٹائے اپنی قیادت پر کہ وہ بڑی بزدل و کمینی نکلی۔ مگر کیا کرتے مجبور تھے۔ دوسرے قادیانی افسروں نے کچھ دنوں بعد قادیان میں فوجی ٹرک بھجوائے کہ لوگوں کو وہاں سے نکالا جائے۔ ٹرک لوڈ ہو رہے تھے، مولانا محمد حیات وہاں قادیان میں موجود تھے۔ مرزائیوں نے کہا کہ ٹرک میں جگہ ہے آپ آجائیں۔ آپ نے فرمایا۔ آپ چلیں میرا انتظام ہے۔ جب تمام قادیان کے مرزائی قادیان چھوڑ کر لاہور آگئے تو تب کہیں جاکر قریب کے کسی گاؤں کے کارکن غلام فرید کو آپ نے پیغام بھجوایا۔ وہ ایک بیل گاڑی لایا، اس پر کتابیں لادیں اور سفر کرکے کئی دنوں بعد لاہور دفتر میں آگئے۔ آپ کے عزیز و اقارب خیرپور میرس سندھ میں تھے، ان کی اطلاع پاکر آپ وہاں چلے گئے اور وہاں جاکر زراعت کا کام شروع کردیا۔

ایک دن حضرت امیر شریعت ؒ و حضرت مولانا محمد علی جالندھری ؒ کو کسی کا خط ملا کہ آپ لوگ تقسیم سے قبل رد قادیانیت کا کام کرتے تھے۔ قادیانیت آپ کے احتساب سے سہمی ہوئی تھی۔ آپ لوگوں نے توجہ کم کردی، مرزائی دن رات اپنی تبلیغ میں لگے ہوئے ہیں، سرکاری عہدوں سے ناجائز فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ یہی حال رہا تو پاکستان پر یہ لوگ چھا جائیں گے۔ شاہ جی ؒ نے یہ خط پڑھا تو تڑپ گئے۔ مولانا محمد علی صاحبؒ کو بلاکر فرمایا کہ سندھ سے مولانا محمد حیات کو ملتان بلوائیں۔ مولانا محمد حیات کے بھائی آمادہ نہ ہوتے تھے۔ مولانا محمد

علی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کو ایک ملازم رکھ دیا جوان کے ساتھ کھیتی باڑی کے کام میں مولانا محمد حیات کی نیابت کرتا تھا اور یوں مولانا محمد حیات صاحب ملتان آ گئے۔ حضرت امیر شریعت سے ملے۔ دوسرے دن ہی کچہری روڈ ملتان ایک دکان پر چوبارہ کرایہ پر لیا اور کام شروع کر دیا۔ پہلی علماء کی تربیتی کلاس لگی۔ مولانا محمد حیات استاذ مقرر ہوئے۔ تقسیم کے بعد پہلی کلاس میں یہ علماء شامل تھے۔ مولانا عبدالرحیم اشعر' مولانا قائم دین علی پوری' مولانا محمد لقمان علی پوری' مولانا غلام محمد خانپوری' قاضی عبداللطیف اختر شجاع آبادی' مولانا محمد عبداللہ سندھی' مولانا محمد یار چیچہ وطنی' ان حضرات نے رد مرزائیت کا کورس مکمل کیا۔ کورس کے مکمل کرتے ہی ان حضرات کو اس ترتیب سے جماعت کا مبلغ مقرر کیا گیا۔

مولانا عبدالرحیم اشعر فیصل آباد' مولانا محمد لقمان ننکانہ صاحب' مولانا یار محمد چنیوٹ' قاضی عبداللطیف چیچہ وطنی' مولانا غلام محمد ملتان' مولانا محمد عبداللہ سندھ' ان حضرات نے کام شروع کیا اور تقسیم کے بعد جماعت کے یہ حضرات پہلے مبلغین قرار پائے۔ یوں عشق رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں غرقاب یہ کاروان ختم نبوت اپنی منزل کی طرف پھر رواں دواں ہو گیا۔ اس وقت پاکستان میں جتنے مناظر و مبلغ رد قادیانیت پر کام کر رہے ہیں یہ سوائے ایک آدھ کے باقی تمام ترتیم مولانا محمد حیات کی شاگرد ہے۔

تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء

۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت میں ملتان دفتر ختم نبوت قدیر آباد سے مولانا محمد شریف جالندھری' مولانا عبدالرحیم اشعر اور سائیں محمد حیات صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ گرفتار ہو کر سنٹرل جیل گئے وہاں پر اکابر و اصاغر کے ساتھ بڑی بہادری سے جیل کاٹی۔ جیل میں بی کلاس کی سہولت حاصل ہو گئی تو مزاحاً" مولانا محمد علی جالندھری رحمۃ اللہ علیہ سے فرماتے تھے کہ حضرت دیکھ لیں جو یہاں مل رہا ہے' دفتر جا کر وہی دینا ہو گا۔ مولانا محمد علی جالندھری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ مولانا محمد حیات جو کھانا ہے یہیں کھالو' دفتر میں تو وہی دال روٹی ملے گی۔ جیل کی سزا کاٹنے کے اتنے بہادر تھے کہ وہاں جا کر گویا باہر کی دنیا کو بالکل بھول جایا کرتے تھے۔ اتنا بہادر انسان کہ اس پر جتنا فخر کیا جائے کم ہے۔

ملتان جیل میں ایک دفعہ مولانا خدا بخش نے چنے منگوائے اور عصر کے بعد نمازیوں کے سامنے چادر پر بچھا کر پڑھوانے شروع کر دیئے۔ مولانا محمد حیات نے پوچھا تو جواب ملا' اس لئے تاکہ مصیبت کم ہو۔ آپ نے فرمایا' آپ پڑھیں میں تو نہیں پڑھتا جو لکھا ہے وہی ہو گا۔ جتنے دن جیل میں رہنا ہے بہر حال رہیں گے۔ رہے اور بڑی بہادری سے رہے۔ ملتان سے لاہور بوسٹرل و سنٹرل جیل میں منتقل ہوئے۔ دس ماہ بعد رہا ہوئے تو لاہور

میں سلطان فونڈری میں ملازمت اختیار کرلی۔ ادھر ہائی کورٹ میں رسوائے زمانہ جسٹس منیر کی سربراہی میں عدالتی کمیشن نے تحریک کے اسباب پر انکوائری شروع کردی۔ چھ ماہ تک یہ سلسلہ چلتا رہا۔ آپ نے انکوائری میں نمایاں کردار ادا کیا۔ اور حکیم صاحب سیفی مرحوم اور سلطان فونڈری والے حضرات نے تحریک میں حصہ لینے والے علماء و وکلاء کے لئے اپنے دروازے کھول دیئے مولانا محمد حیات صاحب نے انکوائری کمیشن میں قادیانی فتنہ سے متعلق حوالہ جات کی ترتیب میں اپنے رفقاء سمیت بھرپور حصہ لیا۔ انکوائری ختم ہوئی آپ سلطان فونڈری میں حسب سابق ملازمت سے وابستہ رہے۔ جب حضرت امیر شریعت رحمہ اللہ اور آپ کے گرامی قدر رفقاء نے مجلس تحفظ ختم نبوت کے پلیٹ فارم سے دوبارہ اپنے سفر کے آغاز کا عزم کیا تو سب کچھ چھوڑ کر مجلس تحفظ ختم نبوت میں شامل ہوگئے۔ پھر زندگی بھر اس پلیٹ فارم سے وابستہ رہے۔ مسئلہ ختم نبوت کے لئے اپنی صلاحیتوں کو صرف کردیا۔ کراچی سے خیبر تک شاید کوئی اہل حق کا ایسا جامعہ یا دارالعلوم ہو جہاں آپ نے رد قادیانیت پر علماء طلباء کی تیاری نہ کرائی ہو۔ ملک بھر میں مناظرین کی بہت بڑی تعداد آپ کی شاگرد ہے۔ مجلس کے دارالمبلغین کے ہمیشہ انچارج رہے۔ تحریک ۱۹۵۳ء کے بعد ملک بھر میں قادیانیوں سے مناظرہ کرنے میں آپ اہل اسلام کے متفقہ مناظر ہوتے تھے۔ گفتگو میں دشمن کو گھیرے میں لے کر بند کرنا آپ کا وہ امتیاز تھا جس کی اس زمانہ میں مثال ملنا ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہے۔

ایک دفعہ ایک مرزائی مناظر نے کہا کہ مولانا آپ نے قادیان چھوڑ دیا۔ آپ نے فرمایا کہ مرزا بشیر الدین کے فرار کے بعد۔ مرزائی نے کہا نہیں اس وقت بھی قادیان میں ہمارے تین سو تیرہ افراد موجود ہیں۔ مولانا نے فرمایا کہ میں نے تو سنا ہے کہ ان کی تعداد ۴۲۰ ہے۔ یہ سنتے ہی مرزائی نے غصہ سے لال پیلا ہو کر کہا ہم آپ کے دیوبند پر پیشاب بھی نہیں کرتے۔ مولانا نے بڑے دھیمے انداز میں جواب دیا کہ "میں تو جتنا عرصہ قادیان میں رہا کبھی بھی پیشاب کو نہیں روکا۔" اس پر مرزائی اول فول بکتا ہوا یہ جا وہ جا۔

ایک دفعہ مرزائیوں نے مناظرہ میں شرط رکھ دی کہ مناظر مولوی فاضل ہوگا۔ مولانا مناظرہ کے لئے تشریف لے گئے تو مرزائی مناظر نے مولوی فاضل کی سند مانگی۔ مولانا نے فرمایا' افسوس کہ آج ہم سے وہ لوگ سند مانگتے ہیں جن کا نبی پٹوار گیری کے امتحان میں فیل ہوگیا تھا۔ مولانا نے کچھ اس انداز سے بیان کیا کہ مرزائی مناظر مناظرہ کے بغیر ہی بھاگ گیا۔

مطالعہ کتب کا اتنا شوق تھا کہ فرائض وسنن کے علاوہ باقی تمام تر وقت مطالعہ میں گزرتا۔ وظائف ونوافل کے زیادہ عامل نہ تھے' وہ تسبیح ودانہ کے آدمی نہ تھے۔ کتابوں کے رسیا تھے۔ آخری عمر میں کمزوری وناتوانی وضعف وبصر کے باوجود بھی یومیہ کئی سو صفحات تک مطالعہ کرجاتے تھے۔ ان کے سرہانے کتاب ضرور

ہوتی تھی۔ خواب سے بیدار ہوئے مطالعہ میں لگ گئے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کو حوالہ جات ازبر تھے۔ آپ کو قدرت نے بلا کا حافظہ دیا تھا۔ حافظہ و مطالعہ' تقویٰ واخلاص' جذبہ ایثار و قربانی' جادوبیانی جیسی صفات وخوبیاں مولانا میں ایسی تھیں جن کا دشمن بھی اعتراف کرتے تھے۔

مولانا محمد علی جالندھری رحمۃ اللہ علیہ دیگر اکابر کی طرح آپ کے بڑے قدردان تھے۔ مولانا محمد حیات کی طبیعت میں سخت گیری تھے۔ اپنے مزاج ودھن اور رائے کے پکے تھے۔ بنیادی طور پر مناظر تھے اور مناظر اپنی رائے جلدی سے تبدیل نہیں کرتا۔ اس لئے مولانا محمد حیات رحمۃ اللہ علیہ کبھی کبھار گفتگو واختلاف رائے میں مولانا محمد علی جالندھری رحمۃ اللہ علیہ سے شدت بھی اختیار کرجاتے تھے۔ ۱۹۷۰ء کے الیکشن میں "مجلس کو کیا کرنا چاہیے" مولانا محمد علی صاحب کی رائے تھی کہ ہم لوگ غیرسیاسی ہیں اپنی پالیسی پر کاربند رہیں۔ مولانا محمد حیات کی رائے تھی کہ اگر ہماری معاونت سے کچھ علماء اسمبلی میں چلے گئے تو ہمارے مسئلہ کو حل کرانے میں معاون ثابت ہوں گے۔ پالیسی کے لحاظ سے حضرت مولانا محمد علی جالندھری کی رائے وزنی تھی جبکہ مسئلہ کو حل کرانے کے نقطہ نظر سے مولانا محمد حیات کو اپنی رائے پر اصرار تھا۔ دونوں حضرات نے ایک میٹنگ میں اس پر گھنٹوں دلائل دیئے۔ ظہر کے وقت اجلاس کا وقفہ ہوا تو وہی محبت واخلاص' مولانا محمد علی جالندھری صاحب نے چائے پیالی میں ڈال کر پیش کی۔ مولانا محمد حیات مسکرا اٹھے۔ اللہ رب العزت ان تمام حضرات پر اپنا کرم فرمائیں کہ اخلاص کے پیکر تھے۔

مولانا محمد علی جالندھری رحمۃ اللہ علیہ نے اسی میٹنگ میں فرمایا کہ مارشل لاء حکومت نے ایک دفعہ کے تحت الیکشن میں مذہبی بنیادوں پر کسی کی مخالفت کو جرم قرار دیا ہے۔ اگر مرزائی کھڑے ہوئے تو ہم ان کا نام لے کر ان کے مرزائی ہونے کے باعث ان کی مخالفت کریں گے تو اس دفعہ کی خلاف ورزی لازم آئے گی۔ گرفتاریاں ہوں گی تو جو حضرات گرفتاریوں کے لئے اپنے آپ کو پیش کرنا چاہیں اپنے نام لکھوادیں۔ اب تمام مبلغین احترام میں خاموش کہ پہلے بزرگ نام لکھوائیں تو پھر ہم سب حاضر ہیں۔ چھوٹے پہلے بولیں تو کہیں سوئے ادبی نہ ہو' ورنہ ظاہر ہے کہ مشن کے لئے سب گرفتار ہونے کو تیار تھے۔ اتنے میں مولانا محمد حیات بولے۔ مولانا محمد علی صاحب' بھائی جان ! دیکھیں جب شاہ جی رحمۃ اللہ علیہ ہمیں گرفتاری کے لئے فرماتے تھے تو پہلے اپنا نام لکھواتے تھے' آپ پہلے اپنا نام لکھوائیں پھر ہم سب کا لکھ لیں۔ ہم سب تیار ہیں۔ مولانا محمد علی صاحب بہت اچھا فرما کر مسکرائے اور مولانا محمد شریف صاحب کو حکم دیا کہ میرے نام سمیت سب حاضرین کے درجہ بدرجہ نام لکھ لو۔ چنانچہ ایسے ہی ہوا۔

مولانا محمد حیات صاحب رحمۃ اللہ علیہ ارادے کے پکے اور اعصاب کے مضبوط انسان تھے۔ بڑے سے بڑے سانحہ کو وہ بڑی بہادری وجرات سے برداشت کرجاتے تھے لیکن جب مولانا محمد علی جالندھری رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال ہوا تو

اس وقت ملتان میں نہ تھے۔ تبلیغ کے لئے حضرت سرگودھا کے سفر پر تھے۔ فون پر اطلاع دی گئی۔ پوری رات سفر کر کے علی الصبح دفتر پہنچے۔ دفتر کے صحن میں مولانا محمد علی جالندھری ؒ کا جنازہ رکھا تھا۔ دیکھتے ہی دھاڑیں مار مار کر رونے لگے' اتنے روئے کہ انتہا کر دی۔ صبر کا پیمانہ لبریز ہو گیا۔ اپنے دل کے ہاتھوں مجبور تھے۔ ایسے محسوس ہوتا تھا کہ ~~وہ مولانا محمد علی جالندھری ؒ کے ہاتھوں مجبور تھے ایسے معلوم ہوتا تھا~~ کہ وہ مولانا محمد علی جالندھری کی وفات پر اپنی جان گنوا بیٹھیں گے۔ زار و قطار رو رہے تھے اور بار بار کہتے تھے کہ میں بہت نکما ہوں (یہ ان کی کسر نفسی تھی ورنہ وہ تو بہت ہی کام کے آدمی تھے) ہم لوگ دفتر میں بیٹھے رہتے' یہ شخص (مولانا محمد علی جالندھری) جفاکش و بہادر انسان تھا' دن رات ایک کر کے جان جوکھوں میں ڈال کر دفتر بنایا۔ فنڈ قائم کیا' اپنے کلیجہ کو دھیمی آگ پر اپنے ہاتھوں بھون بھون کر ہمیں کھلایا۔ اب ان جیسا بہادر و محنتی دوست و رہنما ہمیں کہاں سے میسر آئے گا۔ ہماری تیز و ترش باتیں سن کر خوش دلی سے نہ صرف ہماری بلکہ پوری جماعت کی خدمت کی۔ ہائے اب مجھے محمد علی کہاں سے ملے گا' جو میری سن کر برداشت کرے گا۔ زار و زار رو رو کر دکھے ہوئے دل سے ایسا خراج تحسین پیش کیا کہ اس وقت دفتر میں موجود تمام ساتھیوں کے دل ہاتھ سے چھوٹ گئے۔ دفتر میں کہرام بچ گیا۔ اس وقت دونوں بزرگ دنیا میں موجود نہیں مگر ان کی باہمی وفاؤں کی یادوں سے ہمارے دل معمور ہیں۔ اللہ رب العزت ان سب کی قبروں پر رحمت فرمائے۔ آمین

ربوہ میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے لئے مسلم کالونی میں پلاٹ حاصل ہوا تو آپ خبر سنتے ہی ملتان سے ربوہ منتقل ہونے کے لئے آمادہ ہو گئے۔ کھانا چھوڑ دیا۔ چنے چبانے شروع کر دیئے۔ مولانا محمد شریف جالندھری ؒ کے پوچھنے پر جواب دیا کہ میں ریہرسل کر رہا تھا کہ اگر ربوہ میں روٹی نہ ملے تو آیا چنے چبانے کے لائق دانت ہیں یا نہیں۔ اس جذبہ و ایثار سے آپ مسلم کالونی ربوہ تشریف لائے۔ گرم سرد' دکھ سکھ' عسر و یسر میں ربوہ کے اس محاذ کو آخری وقت تک سنبھالے رکھا۔ امت محمدیہ کی طرف سے واحد شخص ہیں جنہوں نے قادیان سے لے کر ربوہ تک مرزائیت کا تعاقب ان کے گھر پہنچ کر کیا۔ تحریک ختم نبوت میں آپ نے جو کارہائے نمایاں و گراں قدر خدمات سرانجام دیں اس کا اندازہ منیر انکوائری رپورٹ سے ملتا ہے کہ جہاں کہیں مسٹر جسٹس منیر آپ کی کسی تقریر کا حوالہ دیتا ہے جل بھن کر دیتا ہے۔ گویا مولانا کے طرز عمل نے مرزائیت و مرزائی نواز طبقہ کے خواب و خور حرام کر دیئے تھے۔ آپ انتہائی سادہ منکسر المزاج تھے۔ ربوہ میں قیام کے دوران آپ سے گفتگو کے لئے جو بھی مرزائی آتا منہ کی کھاتا۔ کچھ عرصہ بعد خلافت ربوہ کو اعلان کرنا پڑا کہ اس "بابا" کے پاس نہ جایا کرو۔

مولانا شعبان کے آخری دنوں میں معمولی بیمار ہوئے۔ ربوہ چنیوٹ سے لاہور گئے۔ وہاں سے اپنے

بقیہ صفحہ 39 پر

عالم اسلام کے خلاف مخاصمت کا مسئلہ

اسلام اور مغرب کی کشمکش

ڈاکٹر لیاقت علی خان نیازی

اس صدی کے اواخر میں روسی قیصریت کا عظیم الشان قصر آناً فاناً کھوکھلا ہو کر پیوند خاک ہو گیا۔ اشتراکیت کا چنگھاڑتا ہوا دیو استبداد اپنی موت مر گیا۔ گورباچوف نے روس میں ایک نئے عہد کا آغاز کیا۔ روسی کمیونزم کی زد میں ہلاک ہونے والوں کی تعداد اڑھائی کروڑ سے چار کروڑ کے درمیان بتائی جاتی ہے۔ آج دنیائے اسلام نئے عالمی نظام کی زد میں ہے۔ عالم اسلام انڈونیشیا سے مراکش تک اور اندلس سے یمن تک عیسائیت' اشتراکیت 'اشتمالیت سوشلزم' لادینیت' افرنجیت' برہمنیت' اور مغربی طاغوتی طاقتوں کے جال میں جکڑا ہوا ہے۔ مغرب کی یہودی لابی نے دنیائے عرب کی پیٹھ میں اسرائیل کا چھرا گھونپ دیا ہے۔

خلافت راشدہؓ کے بعد مسلمانوں نے ملوکانہ طرز حکومت کو اپنا لیا۔ تمام تر زبوں حالی کے باوجود مسلمانوں کی طاقت بڑھتی گئی۔ جب مسلمانوں کا عروج تھا تو ان کی تہذیب غالب تھی۔ علم وادب اور سائنس کے میدان میں بھی وہ عروج پر تھے۔ آج مغرب جدید ٹیکنالوجی اور علم و حرفت کے میدان میں مسلم ممالک سے بہت آگے ہے۔ اس کی تہذیب غالب نظر آتی ہے۔

نظر کو خیرہ کرتی ہے چمک تہذیب حاضر کی
یہ صناعی مگر جھوٹے نگوں کی ریزہ کاری ہے

جنگ عظیم اول کے بعد خلافت کو جڑ سے اکھیڑ کر پھینک دیا گیا۔ اکتوبر ۱۹۱۸ء میں فرانسیسی جنرل جنرل گورو نے صلاح الدین ایوبی کی قبر کو ٹھوکر مار کر کہا تھا:

”لو صلاح الدین! ہم یہاں تک آگئے ہیں اور ہم نے شام فتح کر لیا ہے۔ تم کب تک سوتے رہو گے؟“

مارچ ۱۹۲۴ء کو مصطفیٰ کمال نے خلافت کے خاتمے کا اعلان کیا تو اقبال تڑپ اٹھا۔

چاک کر دی ترک ناداں نے خلافت کی قبا
سادگی مسلم کی دیکھ اوروں کی عیاری بھی دیکھ

اب مسلمان اتنے کمزور تھے کہ اہل مغرب کو اور ان کی تہذیب کو وقتی طور پر کوئی خطرہ نہ تھا۔ عصر جدید میں نوآبادیاتی نظام کے خاتمے اور مسلم ممالک کی آزادی سے پرانی عداوت پھر لوٹ آئی۔ اہل مغرب آج پھر صلیبی ذہنیت کے ساتھ مسلمانوں کو دیکھ رہے ہیں۔ فلسطین' کشمیر' عراق' ایران' لیبیا' پر حملے اسی جذبے کا اظہار ہیں۔ بوسنیا میں مسلمانوں کی نسل کشی کا یہ سلسلہ صلیبی جنگوں کا ہی حصہ ہے۔ (نیوزویک ۱۱جنوری ۱۹۹۳ء)

رومن شہنشاہ اپنے شاہی پویلین سے ان بے گناہ نہتے انسانوں کا نظارہ کیا کرتے تھے جنہیں بھوکے شیروں کے سامنے پھینکا جاتا تھا اور وہ شیر ان معصوم انسانوں کو چیرتے اور پھاڑتے۔ آج اقوام متحدہ (یو این اے) بھی اپنے ایوانوں سے ان نہتے مسلمانوں کے ساتھ کی جانے والی سفاکی کے نظارے دیکھ رہی ہے۔ وہ یورپ جو گھریلو جانوروں اور پالتو جانوروں اور پرندوں سے شفقت سے پیش آتا ہے آج ان معصوم بوسنیائی مسلمانوں کی تڑپتی لاشوں کو دیکھ کر ٹس سے مس نہیں ہو رہا۔

آج مغرب ۱۰۹۹ء کی یاد تازہ کر رہا ہے۔ جب یروشلم میں صلیبی سپاہیوں نے مسجد عمر میں گھس کر نہتے مسلمانوں کا قتل عام کیا تھا۔ ایک عینی شاہد لکھتا ہے کہ اس وقت دل ہلا دینے والے شور و غل میں کسی کی آواز سنائی نہیں دیتی تھی۔ ہر سو بربریت نے ڈیرے ڈالے ہوئے تھے۔ مسجد عمر کے صحن میں جو وسیع و عریض تھا خون سواروں کے ٹخنوں اور گھوڑوں کی رکابوں پر پہنچ رہا تھا۔ ستر ہزار سے زائد مسلمانوں کو قتل کر دیا گیا۔ جبکہ مسلمانوں کی مذہبی رواداری کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ حضرت عمرؓ فلسطین کی فتح کے بعد جب شہر میں داخل ہوتے ہیں تو آپ کا خادم اونٹ پر سوار ہوتا ہے اور آپ پیدل چل رہے ہوتے ہیں۔ آپ کی قمیض پر کئی پیوند لگے ہوتے ہیں۔ اس حالت میں اہلیان شہر آپ کا استقبال کرتے ہیں۔ آپ حکم دیتے ہیں کہ راہبوں پر تلوار نہ اٹھاؤ۔ عبادت گاہوں کو مسمار نہ کرو۔ آپ وہاں کے بشپ کی اجازت حاصل کر کے ان کے گرجے میں نماز ادا فرماتے ہیں۔

سربیا اور کشمیر میں مسلمانوں پر درندگی اور مظالم "صلیبی جنگجوؤں" کی آدم خوری کی یاد دلاتی ہے۔ تاریخ گواہ ہے کہ صلیبی جنگجو مسلمانوں کے گوشت کو بطور ٹانک اور دوا کے استعمال کرتے۔ دو ہزار ترک قیدیوں کے سر کاٹے گئے۔ کچھ سروں کی ٹرافیوں کے طور پر نمائش کی گئی۔ اہل مغرب کی درندگی کی ایک اور روح فرسا مثال بحوالہ نیوزویک ۷ اگست' ۱۹۹۲ء

"مشرقی بوسنیا کے علاقے " ترزا " کے قرب وجوار میں ایک غم سے نڈھال عینی گواہ کے مطابق تین مسلمان لڑکیوں کو جنگلے سے باندھ دیا گیا۔ تین روز کے بعد ان لڑکیوں پر پٹرول چھڑک کر خاکستر کر دیا گیا۔"

کہاں تک ہم سے لوگے انتقام فتح ایوبی

دکھاؤ گے ہمیں جنگ صلیبی کا سماں کب تک

(علامہ شبلی نعمانی")

(تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو پروفیسر ڈاکٹر محمود علی ملک کی تالیف بوسنیا' صلیبی جنگیں اور نیا عالمی نظام' مطبوعہ ایجوکیشن ریسرچ اینڈ پبلی کیشنز ۴۴ لکشمی مینشن شاہراہ قائداعظم لاہور' جون ۱۹۹۳ء)

مغرب کی اسلام کے خلاف منصوبہ بندی

اسلام کے خلاف مغرب کئی ہتھکنڈے استعمال کر رہا ہے اور کرتا رہا ہے۔ ان کے خلاف مسلمانوں کو نبرد آزما ہونا ہوگا۔ اسلام کے خلاف مغرب کی منصوبہ بندی مندرجہ ذیل کئی طریقوں سے ہے :

۱...... معاشی اور عسکری منصوبہ بندی۔

۲...... مخرب اخلاق ثقافت (کلچر) کا فروغ۔

۳...... توہین رسالت مآب ﷺ۔

۴...... مستشرقین کی سازشیں۔

۵...... مسلمانوں کی بنیادی افکار کو ہدف تنقید بنانا۔

۶...... اسلامی ریاست پر نظریاتی حملے۔

۷...... معاشرتی ہتھکنڈے۔

۸...... مسلمان عورت سے بے جا غم خواری۔

۹...... فرقہ واریت کو ہوا دینا۔

۱۰...... بنیاد پرستی اور دہشت گردی کا الزام۔

مسلمان ممالک اب بھی زیادہ تر اپنا تشخص قائم کئے ہوئے ہیں۔ یہ سب اسلامی تعلیمات کا اثر ہے۔ مسلمان اسلام کو اللہ تعالیٰ کا آخری دین سمجھتے ہیں۔ جو ہر لحاظ سے مکمل ہے۔ حضور اکرم ﷺ کی ذات اقدس نہ صرف ہر مسلمان بلکہ نسل انسانی کے لئے آفتاب ہدایت اور ایمان وایقان اور رشد وہدایت کا منبع اور روشنی ہے۔ اس آفتاب صحرا' آفتاب نو' مینارہ نور' بدر کامل' انسان کامل' رہبر اعظم' اور مصلح اعظم کا ظہور باعث برکت اور نجات ہے۔

مغرب چونکہ عسکری اور معاشی لحاظ سے غالب ہے لہذا اس نے تمام مسلمان ممالک کو بین الاقوامی سودی نظام میں جکڑ رکھا ہے۔ مغرب کی بیرونی مالی امداد اس سلسلے کی ایک اہم کڑی ہے۔ آج مسلم ممالک مغرب کی کئی قسم کی ثقافتی یلغار کی زد میں ہیں۔ مثلاً

(۱)...... قومی ٹیلی وژن

(۲)...... ویڈیو فلمیں

(۳)...... سیٹلائٹ کے ذریعے براہ راست رابطہ مثلاً سی این این

(۴)...... دیگر ذرائع ابلاغ جو مخرب اخلاق ثقافت (کلچر) کو فروغ دے رہے ہیں تاکہ مسلمان بے غیرت ہو جائے اور ایمان کی قوت سے خالی ہو جائے۔ صرف امریکہ کی مثال دیتا ہوں۔ گزشتہ سال اس نے مخرب اخلاق ادب (لٹریچر) پر ۲ بلین ڈالر خرچ کئے۔ اس میں مخرب اخلاق رسالے اور اخبارات شامل ہیں۔ عریاں کلب وغیرہ اس خطیر رقم میں شامل نہیں ہیں۔ ایسا ادب (لٹریچر) جب مسلم ممالک میں پہنچے گا تو اخلاق کو تباہ کر دے گا۔

مسلمانوں کے ہاں پیغمبر اعظم ﷺ سرچشمہ ہدایت' خیر البشر اور تاجدار انبیاء حضرت محمد ﷺ سے محبت ایمان کی اولین نشانی ہے۔ انگلینڈ میں پارلیمنٹ نے ۱۶۴۸ء اور ۱۶۵۰ کے دوران عیسائی مذہب کی توہین کے بارے میں قوانین تشکیل دیئے۔ جن کے مطابق توہین حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی سزا موت مقرر ہوئی۔ امریکہ اور یورپ میں بھی ایسے قوانین بنے مگر مسلمانوں کو ایذا پہنچانے کے لئے یہ تجویز دی گئی کہ وہ اپنے ہاں توہین رسالت کے قوانین میں ترمیم کریں۔ ظاہر ہے اگر قوت ایمانی کا یہ حصار گر کر پاش پاش ہو گیا تو پھر کیا حمیت باقی رہتی ہے۔

مستشرقین نے اسلام کے بنیادی افکار کو ہدف تنقید بنایا اور ایک سوچی سمجھی سکیم کے تحت حضور ﷺ کی سیرت کو غلط انداز میں پیش کیا۔ پروفیسر سخاؤ' جوزف شاخت' پروفیسر منٹگمری واٹ' ولیم میور گب' مارگولیس' فیوک' ڈی جوجے' فیشر' لزبرسکی' کریمر' نولدیکے' کیٹانی' گولڈ زیہر' سپرنگر اور جارج سیل وغیرہ نے قرآن' حدیث اور حضور اکرم ﷺ کے خلاف زہر آلود ادب (لٹریچر) تیار کیا تاکہ مسلمان مدافعت کرتے پھریں اور آزاد خیال طبقے کو اور زیادہ تشکیک کا موقع ملے۔ ان میں سے اکثر یہودی اور عیسائی سکالرز تھے۔ جنہوں نے باقاعدہ منصوبہ بندی کے تحت اس مذموم کاوش کو جاری وساری رکھا۔ سلمان رشدی اور تسلیمہ نسرین جیسے بدنام زمانہ مصنفین کی مغربی ممالک میں عزت افزائی اور تحفظ اسی مذموم سکیم کی کڑی ہے۔

پنہاس بن ماہم ایک یہودی سکالر تھا۔ جس نے ۱۹۷۰ء میں اپنی زہریلی کتاب لندن سے شائع کر کے حضور اکرم ﷺ کی شان اقدس میں مذموم ترین گستاخی اور مسلمانوں کے جذبات کو مجروح کیا۔ ایسی بے شمار مثالیں درج کی جاسکتی ہیں۔

اسلام میں ریاست اور مذہب جدا نہیں ہیں۔ اسلامی ریاست میں اقلیتوں کے لئے حقوق مقرر ہیں۔ ایسے حقوق جن کا اہل مغرب تصور بھی نہیں کر سکتے۔ اسلام وہ واحد مذہب ہے جس نے اپنے معاشرتی نظام میں غیر مسلموں کو قابل عزت مقام دیا۔ آج کا یورپ جس طرح اقلیتوں کے حقوق کو غصب کر رہا ہے وہ قابل مذمت فعل ہے۔ فرانس میں مسلمان بچیوں کو سکول سے اس جرم کی پاداش میں نکال دیا جاتا ہے کہ وہ سر پر رومال کیوں باندھتی ہیں۔ انگلینڈ اور دیگر مغربی ممالک میں مسلمان اقلیتوں پر ہر وقت ملک بدری کی تلوار سر پر لٹکتی رہتی ہے۔ یہ کہاں کی مساوات ہے۔ جبکہ ایک اسلامی ریاست میں اقلیتوں کو معاشی' معاشرتی اور قانونی مساوات حاصل ہے۔

اسلام کے معاشرتی نظام میں خاندان کلیدی اہمیت کا حامل ہے۔ اسلام ایک مکمل عائلی نظام پیش کرتا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے سربراہ خاندان بن کر ایک اکمل نمونہ پیش فرمایا۔ اسلام میں نکاح' تعداد ازواج' اندرون خانہ اور بیرون خانہ مرد اور عورت کے درمیان حجاب' احترام نسواں' حقوق النساء' حسن معاشرت' وراثت' میاں بیوی کے حقوق' بیوہ کے حقوق کی پاسبانی' یتیموں کی کفالت اور اقرباء کی کفالت کا ایک مکمل نظام موجود ہے۔ مغربی ممالک میں خاندان کا ادارہ تباہی کے کنارے پر پہنچ چکا ہے۔

عورتوں اور مردوں کا میل جول' مخلوط محفلیں اور عفت و حیاء کے نظام کے فقدان کی وجہ سے ایک اخلاقی فساد پیدا ہو چکا ہے۔ اب مغرب کی یہ کوشش ہے کہ مسلم ممالک میں بھی ان کا عائلی نظام تباہ ہو۔

مغرب کا یہ زہریلا پراپیگنڈہ کہ اسلام نے خواتین کے حقوق کو سلب کیا ہے۔ انتہائی غلط اور گمراہ کن ہے۔ اسلام نے جو حقوق خواتین کو دیے مغرب اس کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔ اسلام کے نظام عفت و حیا کو ہی لے لیں۔ عورت پر ناجائز تہمت لگانے والے کو ۸۰ کوڑوں کی سزا دی جاتی ہے۔ مغرب کے اہل فکر و دانش خود انصاف کریں۔ اسلامی ممالک میں عورت کے حقوق محفوظ ہیں یا مغربی ممالک میں۔

اسلام کا حدود تعزیرات کا قانون اور تمام فقہ حقوق کی پاسبانی کرتا ہے۔ ان کی جھلک حضور ﷺ کے خطبہ حجۃ الوداع میں ملتی ہے۔ جبکہ یورپ میں ان حقوق کی پاسبانی کا تصور ۱۴۰۰ سال بعد آیا۔ مغرب کی نام نہاد جمہوریت اسلام کے شورائی نظام کے مقابلے میں کم تر ہے۔ اسلام ایک آفاقی مذہب ہے جس کے

قوانین کے سر چشمے قرآن و سنت اور اجتہاد وغیرہ ہیں۔ اسلام کے سیاسی اور قانونی نظام میں اجتہاد وہ اصول ہے جس کے تحت ایک فقید المثال ماڈل ترمیم اور اضافے کے ساتھ عالم انسانی کے سامنے پیش کیا جاسکتا ہے۔ جس کی بنیاد حضور اکرم ﷺ نے رکھی صحابہ کرامؓ اور اہل بیتؓ نے اس ماڈل پر عمل فرمایا اور ایک مثالی معاشرہ قائم کیا۔

امریکہ نے نیو ورلڈ آرڈر کا نظریہ پیش کیا ہے۔ اب اسے مسلمانوں کے اتحاد سے بہت سخت خطرہ ہے۔ اسی وجہ سے مسلمانوں کو ہدف تنقید بنایا جاتا ہے۔ کبھی انہیں دہشت گرد کہا جاتا ہے تو کبھی بنیاد پرست۔

ہماری زبوں حالی کا اندازہ اس بات سے کیا جاسکتا ہے کہ پاکستان میں جاگیر دار اور سرمایہ دار ہماری نمائندگی کر رہا ہے۔ جمہوریت سابقہ ادوار میں کما حقہ پنپ نہ سکی۔ ہم اسلام کے شورائی نظام کے فیوض و برکات سے کما حقہ مستفید نہ ہو سکے۔ جو جمہوری نظام کی روح رواں ہے۔ عرب ممالک مغربی اتحادیوں کے دام میں پھنس گئے اور انہوں نے عرب ازم کا مسلک اختیار کر لیا۔ جس کی سزا وہ بھگت رہے ہیں۔ مجبور و محکوم ملکوں کے مسلمانوں کا کیا ذکر جو اپنا تشخص کھو بیٹھے ہیں۔ یہ ممالک بشمول پاکستان اپنے آقاؤں کی مغربی تہذیب اور طرز فکر کو اپنائے ہوئے ہیں۔ گواہی درکار ہو تو کانونٹ اور کلیسائی سکولوں میں مسلمان بچوں کے ہجوم کو دیکھیں۔ مغربی لباس' انگریزی زبان اور مغربی اطوار سے دیوانگی کی حد تک وابستگی نہ صرف ہمارا شعار ہے بلکہ بے شمار مسلم ممالک کا بھی شعار ہے۔

جارج لینز اسکی اپنی تالیف (دی مڈل ایسٹ ان ورلڈ افیرز) میں رقم طراز ہے کہ بڑی طاقتوں نے مسلمان ممالک کے اتحاد کو پارہ پارہ کر دیا ہے۔ وقت کی اہم ترین ضرورت ہے کہ مسلمان ممالک معاشی' تمدنی' زرعی صنعتی اور اقتصادی میدان میں ایک دوسرے کا ساتھ دیں۔ بین الاقوامی سیاست میں ایک حکمت عملی اختیار کریں۔ اخبارات اور ابلاغ عامہ ان کا اپنا ہو' اپنے آپ کو دفاعی لحاظ سے مضبوط کریں۔ پیٹرولی (تیل) کی کمائی اور بچت کو عالمی اسلامی بینک میں رکھیں تاکہ یہ بینک مضبوط ہو۔ نیز اسلحہ سازی میں ایک دوسرے کی مدد کریں۔ بھاری صنعت میں بھی ان کی مجموعی ترقی کی اشد ضرورت ہے۔ اپنی مشترکہ منڈی بنائیں تاکہ مغربی ممالک کے اقتصادی ہتھکنڈوں سے بچ سکیں۔

العرف الوردی فی اخبار المہدی

تصنیف: علامہ جلال الدین سیوطیؒ
ترجمہ: مولانا قاری قیام الدین الحسینی مدظلہ

قسط نمبر ۹

گویا اپنی اپنی نوعیت کے ہم مرتبہ انسان ہوں گے۔ لیکن حرّی شام پہنچنے میں آپ سے پہل کرے گا۔ پس وہ ایک دوسرا لشکر شام سے حضرت مہدی علیہ الرضوان کی طرف (جنگ کے لئے) روانہ کریگا۔ لیکن وہ تمام لشکری سرزمین حجاز میں پہنچ کر حضرت مہدی علیہ الرضوان کی مخلصانہ بیعت کرلیں گے اور آپ کے ہمراہ روانہ ہوں گے۔ یہاں تک کہ وہ شام و حجاز کی درمیانی سرحد تک پہنچ جائیں گے۔ حضرت مہدی علیہ الرضوان وہاں قیام پذیر ہوں گے۔ آپ سے کہا جائے گا کہ سرحد پار کرکے آگے روانہ ہوجایئے لیکن آپ اسے پسند نہیں کریں گے اور فرمائیں گے کہ میں اپنے فلاں چچازاد کی طرف اپنی اطاعت سے دست برداری کے متعلق لکھتا ہوں۔ ایسا ہونے پر میں آپ لوگوں کے ساتھ ہوں گا۔ جب یہ مکتوب حرّی کو پہنچے گا تو وہ بیعت کرے گا اور امام مہدی علیہ الرضوان کی طرف روانہ ہوکر بیت المقدس میں اقامت پذیر ہوگا۔ حضرت مہدی علیہ الرضوان کسی شامی کے ہاتھ میں زمین کا چھوٹا سا ٹکڑا بھی باقی نہیں رہنے دیں گے۔ مگر یہ کہ اسے ذمی لوگوں پر لوٹادیں گے اور مسلمانوں کی پوری جمعیت کو فریضہ جہاد پر لگادیں گے۔ آپ اس حال میں تین سال گزاریں گے۔ ایک عرصہ کے بعد قبیلہ کلب کا ''کنانہ'' نامی ایک شخص خروج کرے گا جس کا معین ومددگار اس قوم کے قبیلہ کا ایک سردار ہوگا۔ وہ چل کر حرّی کے پاس پہنچے گا اور کہے گا ہم نے تیری بیعت کی اور تیری حمایت کی اور جب تو حکمران بن گیا تو تونے اس (حضرت مہدی علیہ الرضوان) کے ہاتھ پر بیعت کرلی۔ پس تم اب علم بغاوت بلند کرو اور ان سے جنگ وقتال کرو۔ حرّی کہے گا کہ قتال کے لئے کن لوگوں کو ساتھ لے کر نکلوں۔ کنانہ کہے گا عامر قبیلہ کا کوئی شخص جس کی ماں تجھ سے بڑی ہے۔ ایسا نہیں تیرا ساتھ نہ دے' بلند وپست زمین کا رہنے والا کوئی شخص تیری مدد سے پیچھے نہیں رہے گا (یہ سن کر) حرّی (سفیانی) اور اس کے ساتھ پورا عامر قبیلہ وہاں نکل کھڑا ہوگا۔ یہاں تک کہ ''بیسان'' (حوران اور فلسطین کے درمیان اردن میں واقع ایک شہر کا نام ہے) میں پڑاؤ کریں گے' اور حضرت مہدی علیہ الرضوان ان کی طرف پرچم (والا لشکر) روانہ کریں گے۔ حضرت مہدی علیہ الرضوان کے زمانہ میں سب سے بڑے پرچم والے سو آدمی ہوں گے۔ پس وہ ایک پانی کی جگہ پر اتریں گے۔

وأخرج (ك) أيضا عن الوليد بن مسلم قال: لايخرج المهدي حتى يقوم السفياني على أعوادها •

وأخرج (ك) أيضا عن كعب قال: المهدي يبعث بقتال الروم يعطى معه عشرة يستخرج تابوت السكينة من غار انطاكية، وأخرج أيضا عن كعب قال: إنما سمي المهدي لأنه يهدي لأمر قد خفي يستخرج التابوت من أرض يقال لها انطاكية •

وأخرج (ك) أيضا عن عبد الله بن شريك قال. مع المهدي راية رسول الله ﷺ المغلفة •

وأخرج (ك) أيضا عن ابن سيرين قال: على راية المهدي مكتوب البيعة لله • وأخرج أيضا عن طاووس قال: علامة المهدي أن يكون شديدا على العمال جوادا بالمال رحيما بالمساكين •

وأخرج (ك) أيضا عن علي قال: تكون فتن ثم تكون جماعة على رأس رجل من أهل بيتي ليس له عند الله خلاق فيقتل أو يموت فيقوم المهدي •

رومیوں سے قتال

ترجمہ :۔ نعیم بن حمادؒ حضرت ولید بن مسلمؒ سے روایت کرتے ہیں کہ جب تک سفیانی اپنی بیساکھیوں پر کھڑا نہ ہو گا حضرت مہدی علیہ الرضوان کا ظہور نہ ہو گا۔ حضرت کعب ؓ سے روایت ہے کہ حضرت مہدی علیہ الرضوان رومیوں سے قتال کرنے کے لئے مبعوث کئے جائیں گے۔ انہیں دس اشخاص ایسے عطا کئے جائیں گے جو "انطاکیہ" (ایک مشہور جگہ کا نام ہے' حلب اور اس کے درمیان دن رات کی مسافت ہے) کی غار سے تابوت سکینہ کو نکالیں گے۔

حضرت کعب ؓ سے مزید مروی ہے کہ حضرت مہدی علیہ الرضوان کو اس لئے مہدی کہا جاتا ہے کہ وہ ایک پوشیدہ امر کی طرف راہ نمائی کریں گے کہ انطاکیہ کی سرزمین سے تابوت کو نکالیں گے۔ نعیم بن حمادؒ حضرت عبداللہ بن شریک ؓ سے روایت کرتے ہیں کہ مہدی علیہ الرضوان کے پاس رسول ﷺ کا نشان لگا ہوا پرچم ہو گا۔ حضرت محمد بن سیرینؒ سے روایت ہے کہ حضرت مہدی علیہ الرضوان کے پرچم پر البیعة للّٰه (بیعت اللہ کے لئے ہے) لکھا ہوا ہو گا۔ حضرت طاؤسؒ سے روایت ہے کہ حضرت مہدی علیہ الرضوان کی علامت یہ ہو گی کہ وہ سرکاری اہل کاروں کے لئے سخت گیر ہوں گے۔ مال کی سخاوت کرنے والے اور مسکینوں پر مہربانی کرنے والے ہوں گے۔ حضرت علی ؓ سے مروی ہے کہ پہلے بہت فتنے رونما ہوں گے پھر میرے اہل بیت میں سے ایک شخص کی قیادت میں افراد امت مجتمع ہوں گے۔ اس شخص کا اللہ تعالیٰ کے ہاں کوئی حصہ نہیں ہو گا۔ پس وہ قتل کر دیا جائے گا یا اسے طبعی موت آئے گی بعد ازاں حضرت مہدی علیہ الرضوان امت کے نظام کو سنبھالیں گے۔

وأخرج (ك) أيضا عن ضمرة عن بعض أصحابه قال: لايخرج المهدى حتى لايبقى قيل ولا ابن قيل إلاهلك۔ والقيل الرأس۔ •

واخرج (ك) أيضا عن أبي قبيل قال: يملك رجل من بني هاشم فيقتل بني أمية حتى لايبقى منهم إلا اليسير لايقتل غيرهم ثم يخرج رجل من بني أمية فيقتل لكل رجل اثنين حتى لايبقى إلا النساء ثم يخرج المهدى، وأخرج أيضا عن سعيد بن المسيب قال: تكون فتنة كان أولها لعب الصبيان كلما سكنت من جانب طمت من جانب آخر فلا تتناهى حتى ينادى مناد من السماء ألا ان الأمير فلان ذلكم الأمير حقا ثلاث مرات ٥

وأخرج (ك) أيضا عن أبي جعفر قال: قال: ينادى مناد من السماء ان الحق فى آل محمد وينادى مناد من الأرض ان الحق فى آل عيسى أوقال العباس شك فيه وانما الصوت الأسفل كلمة الشيطان والصوت الأعلى كلمة الله العليا، وأخرج عن اسحق بن يحيي عن أمه وكانت قديمة قال: قلت لها فى فتنة ابن الزبير: ان هذه الفتنة تهلك الناس: قالت كلا يابني ولكن بعدها فتنة تهلك الناس لايستقيم أمرهم حتى ينادى مناد من السماء عليكم بفلان •

ترجمہ :۔ نعیم بن حمادؒ حضرت ضمرہؒ کے حوالہ سے ان کے بعض اصحاب سے روایت کرتے ہیں کہ جب تک دنیاوی سردار اور سردار زادے ہلاک نہ ہوجائیں، حضرت مہدی علیہ الرضوان کا خروج نہ ہوگا۔ نعیم بن حمادؒ حضرت ابو قبیلؒ سے نقل کرتے ہیں کہ بنوہاشم میں سے ایک شخص بادشاہ ہوگا جو بنوامیہ کو قتل کرے گا یہاں تک کہ ان میں سے قلیل تعداد میں لوگ بچیں گے یہ شخص بنوامیہ کے سوا کو قتل نہیں کرے گا اس کے بعد بنوامیہ میں سے ایک شخص بغاوت کرے گا۔ پس وہ ہر مقتول کے بدلے دو شخصوں کو قتل کرے گا یہاں تک کہ عورتیں ہی باقی رہ جائیں گی۔ بعد ازاں حضرت مہدی علیہ الرضوان ظہور پذیر ہوں گے۔

نعیم بن حمادؒ نے حضرت سعید بن المسیبؓ سے نقل کیا ہے کہ پہلے ایک فتنہ رونما ہوگا۔ جس کا آغاز بچوں کے کھیل سے ہوگا۔ جب بھی ایک طرف سے وہ فتنہ دبے گا دوسری طرف سے ابھر آئے گا۔ پس وہ ختم ہونے میں نہ آئے گا کہ آسمان سے منادی آواز دے گا۔ خوب سن لو بالیقین (تمہارے) فلاں شخص امیر ہیں۔ یہ صدا تین بار لگائی جائے گی۔

حضرت ابو جعفر (محمد باقرؒ) سے مروی ہے کہ آسمان سے منادی ندا کرے گا کہ حق آل محمد میں ہے اور زمین سے منادی ندا کرے گا کہ حق آل عیسیٰ یا آل عباس میں ہے (راوی کی طرف سے شک کا اظہار ہے) اور پست بلاشک شیطان کی بات ہے بلند وبالا بات تو اللہ تعالیٰ ہی کی ہے۔ حضرت اسحٰق بن یحییٰؒ سے مروی ہے کہ میں نے اپنی عمر رسیدہ والدہ سے حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کی خلافت کے آزمائشی دور میں عرض کیا کہ یہ پرفتن

حالات لوگوں کو ہلاک کردیں گے؟ کہنے لگیں کہ اے میرے پیارے بیٹے ایسا ہرگز نہیں۔ لیکن اس کے بعد ایسا عظیم فتنہ رونما ہوگا کہ جو لوگوں ہلاک کردے گا۔ ان کا اجتماعی نظام درست نہ ہوگا۔ یہاں تک کہ آسمان سے ایک منادی ندا کرے گا کہ فلاں (مہدی علیہ الرضوان) کی اتباع لازم پکڑو۔

وأخرج (ك) أيضا عن شهر بن حوشب قال: قال رسول الله ﷺ: « في المحرم ينادى مناد من السماء ألا ان صفوة الله فلان فاسمعوا له وأطيعوا في سنه الضرب والمعمعة » .

وأخرج (ك) أيضا عن عمار بن ياسر قال: اذا قتل النفس الزكية وآخره تقتل بمكة صنيعة نادي مناد من السماء ان أمير كم فلان وذلك المهدى الذى يملأ الأرض خصبا وعدلا .

وأخرج (ك) أيضا عن سعيد بن المسيب قال: يكون فرقة واختلاف حتى يطلع كف من السماء. وينادي مناد من السماء إن أمير كم فلان ، وأخرج أيضا عن الزهرى قال [اذا] التقى السفياني والمهدي للقتال يومئذ يسمع صوت من السماء ألا ان أولياء الله اصحاب فلان - يعني المهدي - وقالت أسماء بنت عميس: ان امارة ذلك اليوم ان كفا من السماء مدلاة ينظر اليها الناس .

وأخرج (ك) أيضا عن الحكم بن نافع قال: اذا كان الناس بمنى وعرفات نادى مناد بعد أن تحارب القبائل ألا ان اميركم فلان ويتبعه صوت آخر ألا انه قد صدق فيقتتلون قتالا شديدا فجل سلاحهم البرادع وعند ذلك يرون كفا معلمة في السماء. ويشتد القتال حتى لا يبقى من أنصار الحق إلا عدة أهل بدر فيذهبون حتى يبايعوا صاحبهم .

شرکائے بدر جتنی تعداد

ترجمہ :۔ نعیم بن حمادؒ نے حضرت شہر بن حوشب ؓ سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ محرم الحرام میں آسمان سے ایک منادی یہ ندا کرے گا خوب سن لو اللہ تعالیٰ کا خاص بندہ فلاں (حضرت مہدی علیہ الرضوان) ہے پس ان کی بات سنو اور اطاعت کرو۔

نعیم بن حمادؒ حضرت عمار بن یاسر ؓ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ جب نفس زکیہ کو قتل کردیا جائے گا اور آخر میں مکہ مکرمہ میں قتل وغارت کا واقعہ پیش آجائے تو آسمان سے ایک منادی ندا کرے گا۔ کہ تمہارے امیر فلاں شخص ہیں اور وہ مہدی علیہ الرضوان ہیں جو زمین کو شادابی اور عدل وانصاف سے بھرپور فرمائیں گے۔

حضرت سعید بن المسیبؒ سے مروی ہے کہ لوگوں میں افتراق واختلاف ظاہر ہوگا یہاں تک کہ آسمان سے ایک ہاتھ ظاہر ہوگا اور آسمان سے منادی ندا کرے گا کہ تمہارے امیر فلاں ہیں۔ نعیم بن حمادؒ نے حضرت

زھری ؒ سے روایت کیا ہے کہ جب سفیانی اور حضرت مہدی علیہ الرضوان کا جنگ و قتال کے لئے آمنا سامنا ہو گا اس وقت آسمان سے آواز سنائی دے گی، خوب سن لو، بیشک اللہ تعالیٰ کے دوست فلاں (حضرت مہدی علیہ الرضوان) کے ساتھی ہیں اور حضرت اسماء بنت عمیسؓ فرماتی ہیں کہ اس دن کی ایک نشانی یہ ہو گی کہ آسمان سے زمین کی طرف ہاتھ لٹکایا جائے گا جس کی طرف لوگ دیکھ رہے ہوں گے۔

نعیم بن حمادؒ حضرت حکم بن نافعؒ سے نقل کرتے ہیں کہ قبائل کی باہم لڑائی کے بعد لوگ جب منیٰ اور عرفات میں ہوں گے تو ایک منادی ندا کرے گا۔ خبردار ! تمہارے امیر فلاں شخص ہیں اور اس کے بعد ایک دوسری یہ آواز آئے گی، باخبر رہو۔ کہ اس نے سچ کہا پھر لوگوں کی شدید جنگ ہو گی اور لوگوں کا زیادہ تر حفاظتی اسلحہ پالان کے نیچے ڈالے جانے والے کمبل ہوں گے۔ اس وقت لوگ آسمان میں نشان لگا ہوا ہاتھ دیکھیں گے اور اتنی گھمسان کی جنگ ہو گی کہ حق کے حامیوں میں سے شرکائے بدر جتنی تعداد ہی باقی رہ جائے گی۔ پس یہ لوگ جا کر اپنے بزرگ کی بیعت کریں گے۔

واخرج (ك) أيضا عن عبد الله بن عمرو قال . يحج الناس معا ويعرفون معا على غير امام فبينما نزول بمنى اذ أخذهم كالكلب فثارت القبائل بعضهم الى بعض فاقتتلوا حتى تسيل العقبة دما فيفزعون الى خيرهم فيأتونه وهو ملصق وجهه الى الكعبة يبكي كأني انظر الى دموعه فيقولون هلم الينا فلنبايعك فيقول ويحكم كم من عهد نقضتموه وكم من دم سفكتموه فيبايع كرها فان أدركتموه فبايعوه فانه المهدي في الأرض والمهدي في السماء ٠

واخرج (ك) أيضا عن ابن عباس قال : يبعث المهدي بعد اياس وحتى يقول الناس لا مهدي وأنصاره ناس من اهل الشام عددهم ثلثمائة وخمسة عشر رجلا عدد اصحاب بدر يسيرون اليه من الشام حتى يستخرجوه من بطن مكة من دار عند الصفا فيبايعونه كرها فيصلي بهم ركعتين عند المقام يصعد المنبر ٠

واخرج (ك) أيضا عن ابي هريرة قال : يبايع المهدي بين الركن والمقام لا يوقظ نائما ولا يهريق دما ٠

واخرج (ك) أيضا عن قتادة قال : قال رسول الله ﷺ : « يخرج المهدي من المدينة الى مكة فيستخرجه الناس من بينهم فيبايعونه بين الركن والمقام وهو كاره » ٠

حضرت مہدی کی بیعت

ترجمہ :۔ نعیم بن حمادؒ نے حضرت عبداللہ بن عمروؓ سے روایت کیا ہے۔ کہ تمام لوگ یکجا حج کریں گے اور بغیر امام کے یکجا وقوف عرفات کریں گے۔ دریں حال کہ وہ منیٰ میں ٹھہرے ہوئے ہوں گے اچانک انہیں کتے کی طرح جوش و اشتعال لاحق ہو گا کہ بعض قبیلے بعض کے خلاف بھڑک اٹھیں گے اور اتنی جنگ ہو گی کہ

پہاڑی گھاٹی میں خون بہہ رہا ہوگا۔ (اس صورت حال سے گھبرا کر) لوگ اپنے بہتر شخص کے پاس حاضر ہوں گے آکر دیکھیں گے کہ وہ شخص ملتزم سے اپنے چہرے کو چمٹائے ہوئے رو رہا ہے (راوی کہتے ہیں کہ) گویا میں اس کے آنسوؤں کو دیکھ رہا ہوں لوگ اس سے درخواست کریں گے بڑھیئے تاکہ ہم آپ (مہدی) کی بیعت کریں۔ وہ جواب میں کہیں گے۔ ارے تمہارا برا ہو کتنے ہی عہد تم نے توڑ ڈالے اور کتنے ہی خون تم نے بہاڈالے۔ پس اس شخص کے نہ چاہنے کے باوجود لوگ اس کی بیعت کریں گے۔ (اے حاضرین) اگر تم اس شخص کا زمانہ پاؤ تو اس کی بیعت کرنا کیونکہ وہ زمین میں بھی مہدی ہیں اور آسمان میں بھی۔

نعیم بن حماد" حضرت ابن عباس ؓ سے روایت کرتے ہیں کہ مایوسی کے مرحلہ کے گزرنے کے بعد اور (حالت مایوسی میں) لوگوں کے یہ کہہ اٹھنے کے بعد کہ مہدی علیہ الرضوان نہیں (آئے) حضرت مہدی علیہ الرضوان مبعوث ہوں گے ان کے مددگار شامی لوگ ہوں گے جن کی تعداد شرکائے بدر کے مطابق تین سو پندرہ ہوگی جو حضرت مہدی علیہ الرضوان کے پاس شام سے چل کر پہنچیں گے یہاں تک کہ ان کو مکہ مکرمہ کے نشیب میں "صفا" کے پاس واقع ایک گھر سے باہر نکال کر لائیں گے۔ پس آپ مقام ابراہیم کے پاس ان کو دو رکعت نماز پڑھائیں گے۔ اور پھر منبر پر جلوہ افروز ہوں گے۔

حضرت ابوہریرہ ؓ سے مروی ہے کہ حجر اسود اور مقام ابراہیم کے درمیان حضرت مہدی علیہ الرضوان کی بیعت کی جائے گی۔ وہ نہ کسی سوئے ہوئے کو جگائیں گے اور نہ (کسی کا ناحق) خون بہائیں گے۔

حضرت قتادہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مہدی مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ کی طرف جائیں گے (وہاں پہنچ کر ایک مکان میں روپوش ہو جائیں گے) پس لوگ انہیں ایک مکان سے باہر نکال کر لائیں گے اور حجر اسود اور مقام ابراہیم کے درمیان ان کے نہ چاہنے کے باوجود بیعت کی جائے گی۔

بقیہ از صفحہ 27

گاؤں کو ٹلہ بارے خاں تحصیل شکر گڑھ تشریف لے گئے۔ کچھ عرصہ معمولی بیمار رہ کر رمضان شریف میں اللہ رب العزت کو پیارے ہوگئے۔ "عاش غریباً" ومات غریباً"" کا صحیح مصداق تھے۔ اس دنیا میں فقر ابوذر غفاری ؓ کے وارث وعلمبردار تھے۔ ان کی وفات کے بعد ان کے گاؤں تعزیت کے لئے جانا ہوا۔ قبرستان میں گئے ان کی قبر کو خود رو بوٹیوں و جھاڑیوں نے ڈھانپ رکھا تھا۔ ایسے محسوس ہوا جیسے منوں مٹی کے نیچے ان کی میت کو رحمت پروردگار نے ڈھانپ رکھا ہو۔ اللہ رب العزت ان کی قبر پر اپنی رحمتوں کی بارش فرمائے۔ آمین ثم آمین

دو عظیم مجاہد

تحریر: اعجاز احمد

مارچ کا مہینہ ایبٹ آباد کے مجاہدین ختم نبوت کے لئے ماہ حزن کی حیثیت رکھتا ہے۔ کیونکہ اسی ماہ دو عظیم مجاہد ختم نبوت سفر آخرت پر روانہ ہوئے۔ ۲۲ مارچ ۱۹۹۴ء کو مولانا حبیب الرحمٰن لودھی اور ۲۳ مارچ ۱۹۹۷ء کو مولانا محمد ایوب الہاشمی کا وصال ہوا۔ سرزمین ہزارہ مردم خیز زمین ہے جہاں بڑے بڑے علماء کرام نے جنم لیا۔ مولانا غلام رسولؒ بغوی، مولانا محمد رسول خانؒ، مولانا محمد اسحٰقؒ مانسہروی، مولانا محمد اسحٰق لودھیؒ، مولانا غلام غوث ہزاروی،ؒ بانی رسالہ لولاک مولانا تاج محمودؒ، مولانا سرفراز خان صفدر، مولانا قاری محمد اجمل خان اور درجنوں ایسی ہی اور شخصیات بھی ہیں جنہوں نے ہزارہ کا نام ملکی سطح پر روشن کیا۔ مولانا حبیب الرحمٰن لودھیؒ کا شمار بھی ایسی ہی عظیم ہستیوں میں ہوتا تھا۔ وہ نڈر لیڈر، شعلہ بیاں مقرر، اور باعمل عالم دین تھے۔ انہوں نے ساری زندگی ناموس رسالت ﷺ کے تحفظ اور فتنہ قادیانیت کے خلاف جدوجہد میں گزاری۔ باطل کے ایوان ان کی للکار سے کانپتے تھے۔

کفر ناچا جن کے آگے بار بار تگنی کا ناچ
جس طرح جلتے توے پہ رقص کرتا ہے سپند

۲ اکتوبر ۱۹۸۸ء کو انہیں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع ایبٹ آباد کا امیر مقرر کیا گیا۔ اور ۱۹۸۹ء میں وہ ختم نبوت یوتھ فورس کے ڈویژنل سرپرست اعلیٰ منتخب ہوئے اور تادم آخر ان دونوں عہدوں پر فائز رہے۔ ان کی آواز حق کو دبانے کے لئے ان پر متعدد بار قاتلانہ حملے بھی ہوئے۔ ۱۹۸۸ء اور پھر ۱۵ اپریل ۱۹۹۲ء عید الفطر کے دن ان پر قاتلانہ حملہ کیا گیا۔ متعدد بار انہیں دھمکیاں ملیں۔ مگر انہوں نے حق کہنا نہ چھوڑا۔ وہ گستاخان رسول قادیانیوں کے لئے دودھاری تلوار تھے۔ ناموس رسالت ﷺ کے تحفظ کو وہ سب کاموں سے مقدم سمجھتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ نماز قضا ہوسکتی ہے مگر ختم نبوت کے کام کی قضا نہیں ہوسکتی۔ ایک مرتبہ ایک نئے آنے والے ڈی آئی جی صاحب سے ایک تعارفی تقریب میں یہ فرمایا کہ اگر آپ

نے انصاف سے کام لیا اور قادیانیت نوازی نہ کی تو ہم آپ کے خادم ہوں گے۔ قادیانیوں کے علاوہ وہ قادیانی نواز حکمرانوں اور حکام بالا کے لئے بھی شمشیر بے نیام تھے۔ مسجد کے منبر سے لے کر بڑے بڑے جلسوں کے سٹیج تک ان کی للکار سے حکومتی ایوان کانپتے رہے۔

ے آئین جواں مرداں ، حق گوئی وبیباکی
اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی

وہ مجاہدین ختم نبوت کے لئے ایک شفیق باپ کی حیثیت رکھتے تھے۔ ختم نبوت یوتھ فورس کے تمام اجلاس ان کی مسجد میں منعقد ہوتے تھے۔ اور تمام شرکائے اجلاس کی ہمیشہ وہ مختلف لوازمات سے خاطر تواضع کرتے تھے۔ جب کبھی جماعت کو مالی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا مولانا حبیب الرحمن نے حسب استطاعت مالی اعانت کی۔ تمام ختم نبوت کانفرنسوں میں وہ بھرپور طور پر جانی ومالی حصہ لیتے تھے باہر سے آنے والے علماء کرام اور مبلغین کے قیام وطعام کو بھی وہ ایک سعادت سمجھ کر بندوبست کرتے تھے۔ غرض یہ کہ تحفظ ختم نبوت کے لئے ان کی خدمات کا احاطہ اس مختصر سے مضمون میں نہیں کیا جاسکتا۔

مولانا حبیب الرحمن لودھی ؒ کی ولادت ۵ مئی ۱۹۲۱ء کو سوکال دربند ہزارہ میں مولانا عبدالحکیم ؒ کے گھر ہوئی ولادت کے ساڑھے تین ماہ بعد ان کے والد فوت ہوگئے۔ ابتدائی تعلیم مانسہرہ کے مولانا حمیدالدین اور گڑوال کے مولانا غلام جیلانی سے حاصل کی۔ پھر جامعہ فتحیہ اچھرہ لاہور میں مولانا میر محمد سے پڑھا۔ ۱۹۴۰ تک اورنٹیل کالج لاہور میں تعلیم حاصل کی۔ پھر جامعہ اسلامیہ ڈابھیل چلے گئے اور مولانا عبدالرحمن امروہی ؒ، علامہ شبیر احمد عثمانی ؒ، مولانا سید محمد یوسف بنوری ؒ، اور مولانا سید محمد بدرعالم میرٹھی ؒ جیسے جید علماء کرام سے دینی تعلیم حاصل کی۔ پھر ضلع گوردہ گجرات کاٹھیاوار میں خطیب بن گئے۔

اس وقت مولانا ؒ کے آبائی علاقہ میں ریاست امب کا نواب ظلم وجبر کی علامت بن گیا تھا۔ آپ نے نواب کے ظلم کے خلاف ۱۹۴۳ء میں "اصلاح" کے نام سے تحریک چلائی۔ آپ اس تحریک کے تین برس صدر رہے۔ نواب نے آپ کو سخت ترین سزائیں دیں اور ریاست بدر کردیا۔ ۱۹۴۷ء میں پھر آپ نے "آزاد تناول پارٹی" قائم کی۔ اب تو ریاستی پولیس نے اور بھی ظلم وستم کی انتہا کردی۔ آپ کو گرفتار کرکے دریائے سندھ میں غوطے دیئے گئے اور ساتھ ساتھ بید زنی بھی کی گئی۔

جان کردیں گے جو ناموس پیغمبرؐ پر فدا

کے رستے پر کٹادیں گے جو اپنا بند بند

آپ کی قربانیاں رنگ لائیں اور بالآخر ۱۹۵۰ء میں حکومت صوبہ سرحد نے ریاستی نظم و نسق ختم کر کے تمام اختیارات اپنے ہاتھ میں لے لئے۔

غلامی میں کام آتی ہیں شمشیریں نہ تدبیریں
جو ہو ذوق یقیں پیدا تو کٹ جاتی ہیں زنجیریں

مولانا حبیب الرحمٰنؒ ۱۹۴۹ء میں گورنمنٹ کالج ایبٹ آباد میں عارضی طور پر لیکچرار مقرر ہوئے اور پھر گورنمنٹ ہائی سکول نمبر ایک ایبٹ آباد میں طویل عرصہ تک مدرس رہے اور جامع مسجد منڈیاں ایبٹ آباد کے خطیب بنے۔ مولانا حبیب الرحمٰنؒ ایک علم دوست انسان تھے۔ ان کا وجود سراپا تحریک ختم نبوت تھا۔ ختم نبوت کے محاذ پر گرانقدر خدمات کے علاوہ وہ دیگر مذہبی تحریکوں کی سرپرستی بھی کرتے رہتے تھے۔

ساری عمر چٹانوں سے ٹکرانے والا یہ فولادی انسان بالآخر ۲۲ مارچ ۱۹۹۶ء بمطابق یکم ذی قعدہ ۱۴۱۶ھ بروز جمعۃ المبارک دنیا سے رخصت ہو گیا اور اپنے پیچھے عزم و ہمت کی عظیم داستانیں چھوڑ گیا۔

ملک و ملت کے وہ حبیب ہوئے
حوض تسنیم کے قریب ہوئے

لب یزداں پہ نام ہے ان کا
کملی والا امام ہے ان کا

مولانا محمد ایوب الہاشمیؒ

سلسلہ نقشبندیہ کے نامور روحانی پیشوا' بیباک اور نڈر عالم دین عظیم مصنف دلآویز خطیب اور سچے عاشق رسول ﷺ مولانا محمد ایوب الہاشمیؒ کا وجود اہلیان ہزارہ کے لئے عطیہ خداوندی تھا۔ وہ ختم نبوت یوتھ فورس ضلع ایبٹ آباد کے سرپرست اعلیٰ تھے تاہم عقیدہ ختم نبوت کے لئے ان کی خدمات کی طویل تاریخ ہے۔ جب قادیانی افسران کی سازش سے ایبٹ آباد میں ربوہ ثانی بنانے کا پلان تیار ہوا اور جولائی اگست

۱۹۷۲ء میں مرزا ناصر قصر خلافت کا سنگ بنیاد رکھنے کی غرض سے ایبٹ آباد آیا تو ہزارہ کے غیور عوام نے ربوہ ثانی بنانے کے خلاف احتجاج کیا۔ ۲۵ اگست ۱۹۷۲ء کو نماز جمعہ کے بعد عیدگاہ سے جلوس نکلا اور مرزائی تعمیرات کو پیوند خاک کر دیا۔ اس وقت بھی مولانا محمد ایوب الہاشمیؒ نے جرات مندانہ رول ادا کیا۔ وہ دھمتوڑ سے بھوسہ گاڑیوں میں بھر کر لائے تھے اور ربوہ ثانی کو نذر آتش کر دیا۔ اس وقت انہوں نے تلوار لٹکائی ہوئی تھی۔ اور غیرت صدیق اکبرؓ کی یاد تازہ ہو رہی تھی۔ ۱۹۷۴ء کی مقدس تحریک ختم نبوت میں جب ہزارہ میں آل پارٹیز مجلس عمل تحفظ ختم نبوت قائم کی گئی تو اس کی مجلس مشاورت میں آپ کا نام نامی سر فہرست تھا۔ ۱۱ جون ۱۹۷۴ء کو جناح باغ ایبٹ آباد میں تاریخی ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ اس میں آپ نے بھی خطاب کیا اور جب معرکہ حق وباطل میں ایک کوہستانی مجاہد ختم نبوت اخ شیرؒ شہید ہوا تو اس کی میت کو قبر میں اتارنے کی سعادت بھی مولانا محمد ایوب الہاشمیؒ کو حاصل ہوئی۔ حالات مزید خراب ہو گئے اور ۱۳ جون کو ضلع بھر میں دفعہ ۱۴۴ نافذ کر دی گئی۔ ۱۴ جون ۱۹۷۴ء کو مسلمانوں کے پر امن جلوس پر پولیس نے وحشیانہ لاٹھی چارج کیا۔ ۲۶ جون ۱۹۷۴ء کو مجلس عمل ہزارہ کے علماء کے نمائندہ وفد نے اراکین قومی اسمبلی سے ملاقات کی تو اس وفد میں بھی مولانا محمد ایوب الہاشمیؒ شامل تھے۔ بہر حال تمام ملت کی قربانیاں رنگ لائیں اور ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کو پاکستان کی قومی اسمبلی نے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا۔ مولانا محمد ایوب الہاشمیؒ نے ۱۹۸۴ء کی تحریک ختم نبوت میں بھی سرگرمی سے حصہ لیا۔ پھر ان کی کوششوں سے ۵ جولائی ۱۹۸۸ء کو دھمتوڑ میں ختم نبوت یوتھ فورس کا قیام عمل میں آیا۔ دھمتوڑ یونٹ کے زیر اہتمام ہر سال کانفرنس منعقد کی جاتی تھی۔ جس میں خطیب العصر مولانا سید عبدالمجید ندیم' توحید' ختم نبوت اور عظمت صحابہؓ کے موضوعات پر دلآویز انداز سے خطاب کرتے تھے۔ ۲۳ جولائی ۱۹۸۸ء کو ضلع ایبٹ آباد میں ختم نبوت یوتھ فورس کا قیام عمل میں آیا تو مولانا محمد ایوب الہاشمیؒ اس کے سرپرست اعلیٰ مقرر ہوئے اور تادم واپسی اس عہدے پر فائز رہے۔ وہ ختم نبوت کی تمام کانفرنسوں میں میزبانی کے فرائض سرانجام دیتے تھے۔ اور جماعت کے اجلاسوں میں پیرانہ سالی کے باوجود شرکت کرتے تھے۔ مولانا محمد ایوب الہاشمیؒ کو حضور ﷺ کی ذات سے جو والہانہ عشق تھا اسی کی وجہ سے وہ سارقین ختم نبوت کے خلاف جہاد میں پیش پیش رہتے تھے۔

نماز اچھی' حج اچھا' روزہ اچھا' زکوٰۃ اچھی
مگر میں باوجود اسکے مسلماں ہو نہیں سکتا

نہ جب تک کٹ مروں میں خواجہ بطحاؐ کی حرمت پر
خدا شاہد ہے کامل میرا ایمان ہو نہیں سکتا

مولانا محمد ایوب الہاشمیؒ کی ولادت ۱۹۲۴ء کو دھمتوڑ ضلع ایبٹ آباد میں مولانا عبدالغنیؒ کے گھر میں ہوئی۔ آپ نے سکول کی تعلیم پرائمری تک دھمتوڑ میں حاصل کی۔ فارسی نظم کی کتب اپنے والد محترم سے پڑھیں پھر مدرسہ رحمانیہ میں داخلہ لیا اور اپنے عزاد بھائی مولانا خلیل الرحمٰنؒ سے ۳۵۔۱۹۳۰ء تک کتب پڑھیں۔ پھر ۱۹۳۵ء میں ایشیاء کی عظیم دینی درس گاہ دارالعلوم دیوبند میں داخلہ لیا اور شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ سے استفادہ کیا۔ اس کے بعد تین ماہ تک مدرسہ ضیاء العلوم فیض باغ میں مدرس رہے۔ اس کے بعد حضرت لاہوریؒ سے دورہ حدیث پڑھ کر سند الفراغ حاصل کی۔ پھر تین ماہ تک امام الاولیاء حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ نے آپ کو بطور مدرس ریاست پٹیالہ بھیج دیا۔ وہاں مسجد توکل کے خطیب بنے۔ تاہم چند ماہ بعد ۱۹۴۷ کے فسادات شروع ہو گئے۔ قیام پاکستان کے بعد آپ گورنمنٹ ہائی سکول نمبر دو ایبٹ آباد میں معلم دینیات مقرر ہوئے۔ پھر جامع صدر ایبٹ آباد میں تدریس کی۔ ۱۹۵۴ء میں پنجاب یونیورسٹی سے مولوی فاضل کا امتحان امتیازی نمبروں سے پاس کیا اور پھر گورنمنٹ ہائی سکول نمبر تین ایبٹ آباد میں مدرس بنے۔ آپ نے ۱۹۵۱ء میں دارالعلوم عربیہ سراج العلوم دھمتوڑ کی بنیاد رکھی اور اس مدرسہ کے تادم مرگ مہتمم رہے۔ آپ کا یہ علمی فیضان ہمیشہ جاری وساری رہے گا۔ اور ہر سال درجنوں طلباء اس مدرسے سے فارغ التحصیل ہوتے ہیں۔

بیعت

مولانا محمد ایوب الہاشمیؒ نے دیوبند سے فراغت کے دوسرے برس نامور نقشبندی سلسلہ کے پیر طریقت حضرت مولانا عبدالمالک صدیقیؒ سے بیعت کی اور ۱۹۵۵ء میں خلافت حاصل کی۔ آپ سے ہزاروں طالبان حق نے معرفت وسلوک کی منزلیں طے کیں۔ ان کے در پر آنے والے اپنی علمی وروحانی پیاس بجھاتے رہے۔

جلا سکتی ہے شمع کشتہ کو موج نفس ان کی
الٰہی کیا چھپا ہوتا ہے اہل دل کے سینوں میں

تصانیف

آپ نامور مصنف اور سیرت نگار تھے۔ ان کی مشہور تصانیف میں شان رسالت ﷺ ' رجال حق ' شان صحابہؓ ' ساقی کوثر ﷺ ' اور فیوضات صدیقیہ شامل ہیں۔ ان کی گفتگو ملائم اور شفقت بھری ہوتی تھی۔ ان کی باتیں سننے والوں کے قلوب میں راسخ ہو جاتیں۔ ہر شخص کو اس کے حسب حال نصیحت کرتے۔ ان کے پاس ہر وقت ملاقاتیوں کا ہجوم ہوتا۔ تاہم وہ ہر شخص سے ایسی محبت و شفقت سے پیش آتے کہ وہ اپنے آپ کو مہمان خصوصی سمجھتا۔ ان کا دستر خوان بے حد وسیع تھا۔ ہر مہمان کی خصوصی خاطر تواضع کرتے۔ ان جیسے مہمان نواز اور خلیق انسان کم ہی ہوتے ہیں۔ انہیں حضور ﷺ کی ذات سے بے حد محبت تھی۔ حضور ﷺ کا نام لیتے ہی ان کی کیفیات بدل جاتی اور عجب سرور و نشاط کی حالت طاری ہو جاتی۔ وہ ایک حق گو اور بیباک عالم دین تھے۔ قادیانیوں اور قادیانی نواز حکمرانوں کے لئے وہ ہمیشہ گلے کی ہڈی بنے رہے۔ ساری زندگی حق کی سربلندی اور ناموس رسالت ﷺ کا دفاع کرتے رہے۔ اور بالآخر ۲۳ مارچ ۱۹۹۷ء کو عقبیٰ کے سفر پر روانہ ہو گئے۔

جماعتی سرگرمیاں!

ربوہ کا نام چناب نگر رکھنے کا خیر مقدم

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ڈپٹی سیکرٹری جنرل مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے کہا ہے کہ مرزائی مختلف لالچ اور ترغیبات کے ذریعے نوجوانوں کو گمراہ کر کے مرزائی بنانے میں لگے ہوئے ہیں۔ جس کے تدارک کے لئے ہر مسلمان کو اپنا اپنا کردار ادا کرنا ہوگا۔ انہوں نے کہا کہ دین کی رسی کو چھوڑنے کا نتیجہ گمراہی اور مسلسل ابتلاو آزمائش نکلا ہے۔ مگر ہم اس حقیقت کے ادراک اور ناموس رسالت ﷺ سے وابستگی کی بجائے امریکہ اور دیگر عالمی قوتوں اور اداروں کے دست نگر بننے کو ترجیح دیئے ہوئے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ہماری نجات دامن مصطفیٰ ﷺ میں پناہ لینے اور راسخ العقیدہ مسلمان بننے میں مضمر ہے۔ ان خیالات کا اظہار انہوں نے بخاری ہال ختم نبوت بلڈنگ میں ایک بڑے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔ جس کی صدارت ضلعی ناظم اعلیٰ قاری محمد یوسف عثمانی نے کی۔ اجتماع سے پاکستان شریعت کونسل کے سیکرٹری جنرل مولانا زاہد الراشدی' عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ضلعی ناظم نشرواشاعت سید احمد حسین زید' مرکزی مبلغ مولانا فقیر اللہ اختر' اور دیگر نے بھی خطاب کیا۔ مولانا شجاع آبادی نے کہا کہ مرزائیت کے خلاف تحریک کو منظم کرنے کا سہرا حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ کے سر ہے۔ جنہوں نے پیر مہر علی شاہ صاحبؒ گولڑوی اور دیگر حضرات کو اس کام پر مامور کیا۔ علامہ سید انور شاہ کشمیریؒ' مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ' مولانا سید محمد علی مونگیریؒ' مولانا لدھیانویؒ' امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ' اور اس قافلہ کے دیگر افراد کی خدمات پر جتنا فخر کیا جائے کم ہے۔ ان حضرات نے تحریر و تقریر کے ذریعہ مرزائیت کے تاروپود کو بکھیر دیا اور ان کی اصلیت لوگوں پر آشکار کردی۔ مولانا زاہد الراشدی نے کہا مرزائی جدید وسائل کو بروئے کار لاتے ہوئے اس غلط فہمی کا شکار ہو کر رہ گئے ہیں کہ وہ لوگوں کو مرتد بنا سکیں گے۔ انہوں نے کہا کہ مرزا طاہر علماء کرام کو چیلنج کرتا رہتا ہے۔ مگر ہمیشہ میدان سے بھاگ جاتا ہے۔ علماء نے ہمیشہ مرزائیوں کا مقابلہ کیا ہے۔ ڈش ہو یا کوئی اور جدید ذریعہ علماء کرام اب بھی مرزائیت کا ناطقہ بند کردیں گے۔ اس موقع پر مرتد کی شرعی سزا کے نفاذ اور مرزائیوں کو کلیدی اسامیوں سے ہٹانے کا مطالبہ کیا گیا اور ربوہ کا نام چناب نگر رکھنے کا خیر مقدم کیا گیا۔

حضرت مولانا خدا بخش صاحب کا دورہ سیالکوٹ

حضرت مولانا خدا بخش صاحب نے سیالکوٹ، چونڈہ، پسرور، ڈسکہ، سوکن ونڈ، کے مختلف مقامات پر مسئلہ ختم نبوت اور حیات عیسیٰ علیہ السلام پر اظہار خیال فرمایا۔ چونڈہ کی جامع مسجد شاہ فیصل میں بعد نماز عشا ایک بہت بڑے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے مولانا نے کہا کہ مسلمانوں کے لئے حضور ﷺ کا فرمان سچا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں قیامت سے پہلے دوبارہ دنیا میں تشریف لائیں گے۔ عیسائیوں کا وفد نجران سے جو حضور ﷺ کی خدمت میں مناظرے کے لئے آیا تھا۔ آپ ﷺ نے دوسرے دلائل کے علاوہ یہ بھی ارشاد فرمایا تھا: ,, ان اللّٰہ حیی لایموت وان عیسیٰ یاتی علیہا الفناء،، کہ اللہ تعالیٰ زندہ ہیں ان پر موت نہیں آئے گی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر موت آئے گی۔ جب حضور ﷺ نے عیسائیوں سے یہ گفتگو فرمائی۔ قرآن مجید کی وہ تمیں آیات جو مرزا قادیانی دجال وفات کے لئے استدلال کرتا ہے۔ کیا حضور ﷺ نے ان آیات سے نعوذباللہ وفات مسیح نہیں سمجھی۔ اس لئے مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ حضور ﷺ کا فرمان سچا ہے اور دجال قادیانی جھوٹا ہے۔ پسرور شاہی مسجد میں جمعہ کے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے مولانا نے حکومت سے اور خصوصاً محکمہ ڈاک کے اعلیٰ افسروں سے پرزور مطالبہ کیا اور لوگوں سے یہ قرارداد منظور کرائی کہ قادیانی ڈاکٹر عبدالسلام کی تصویر والے ٹکٹ فوراً منسوخ کئے جائیں۔ اس سے مسلمانوں کے جذبات سخت مجروح ہوتے ہیں۔ اور قادیانیوں کے لئے ذریعہ تبلیغ ہیں جن لوگوں نے سازش کرکے یہ ٹکٹ جاری کئے ہیں ان کے خلاف سخت کارروائی کی جائے۔

ختم نبوت سٹوڈنٹس چناب نگر کے عہدداروں کا چناؤ

ختم نبوت سٹوڈنٹس گورنمنٹ تعلیم الاسلام کالج (ربوہ) چناب نگر کا اجلاس وقاص احمد چوہدری سابقہ صدر کی زیر صدارت منعقد ہوا۔ اور نئے عہدے داران کا چناؤ کیا گیا۔ اس موقع پر عنصر علی باجوہ اور سابقہ ارکان بھی شامل تھے۔ صدر ختم نبوت سٹوڈنٹس جناب شفقت علی چوہدری، سینئر نائب صدر محمد سعید ملک، نائب صدر شوکت حیات رمانہ، جنرل سیکرٹری چوہدری فاروق احسن، جوائنٹ سیکرٹری الطاف حسین بھوانہ، سیکرٹری نشرواشاعت محمد کامران، خازن ملک امیر محمد، نائب خازن ساجد علی بھٹی، مشیران عابد

رشید خان، زاہد ندیم، عاصم لطیف، اخیان گل، عرفان احمد، ڈاکٹر جہاں زیب ملک نے عہدوں کا حلف اٹھایا۔ اور کہا کہ ہم تازندگی مرزائیت کے خلاف کام کریں گے۔ اور ختم نبوت کے لئے ہر قربانی دینے کے لئے تیار ہیں۔ اس موقع پر مولانا غلام مصطفیٰ صاحب خطیب مرکزی جامع مسجد ختم نبوت مسلم کالونی چناب نگر نے بھی خطاب کیا۔ انہوں نے کہا کہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پوری دنیا میں مجاہد ملت حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ کے ارشادات کے مطابق فتنہ قادیانیت کے خلاف کام کر رہی ہے۔

شبان تحفظ ختم نبوت کا تعزیتی اجلاس

ممتاز عالم دین اور جامع مسجد شیر انوالہ گیٹ کے خطیب مولانا قاری محمد بشیر مرحوم کی وفات پر شبان تحفظ ختم نبوت ضلع ہری پور کا تعزیتی اجلاس جامع مسجد شیر انوالہ گیٹ میں جمعیت علماء اسلام کے جنرل سیکرٹری مولانا مطیع الرحمٰن قاسمی کے زیر صدارت منعقد ہوا۔ اجلاس کے مہمان خصوصی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی راہنما شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب تھے۔

اجلاس سے مولانا حکیم عبدالرشید انور، مولانا قاری عبدالمالک عباسی، مولانا قاضی عبدالعلیم قاسمی، مولانا قاضی گل رحمٰن، مولانا حفیظ الرحمٰن، قاری عمر خان، اور محمد اورنگ زیب اعوان نے خطاب کرتے ہوئے مولانا قاری محمد بشیر مرحوم کی گرانقدر سنہری خدمات پر انہیں خراج تحسین پیش کیا۔ آخر میں مہمان خصوی حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب نے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ مولانا قاری محمد بشیر مرحوم مجاہد فی سبیل اللہ تھے اور انہوں نے ساری زندگی کلمہ حق بلند کرنے میں گذاری۔ عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ اور عظمت صحابہ کرامؓ کی پاسداری کے سلسلہ میں ان کی قربانیاں اور خدمات ہمیشہ یاد رکھی جائیں گی۔ وہ نڈر اور بے باک عالم دین تھے دینی تحریکات اور سماجی کاموں میں ہمیشہ پیش پیش رہتے تھے۔ ان کی وفات سے ہزارہ ڈویژن کی دینی جماعتوں کے قائدین اپنے ایک بہترین مدبر دوست سے جبکہ کارکن ایک عظیم لیڈر اور قائد سے مرحوم ہو گئے ہیں۔

مولانا قاری محمد بشیر مرحوم کے جانشین مولانا قاضی عبدالعلیم قاسمی کو ان کا جانشین منتخب ہونے پر دلی مبارکباد دیتے ہوئے کہا کہ آپ اپنے اسلاف کی جرات وبہادری کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس مسند کو سنبھالیں۔ تاکہ ہمیشہ اس منبر ومحراب سے حق وصداقت کی آواز بلند ہوتی رہے اور اب بھی حسب سابق جامع مسجد شیر انوالہ گیٹ دینی جماعتوں کا مرکز اور گڑھ رہنی چاہیے۔

ولی محمد ' محمد اکرم شہباز' سرپرست اعلیٰ گولارچی یونٹ حاجی حمید اللہ خان آفریدی' اور دیگر سے ملاقاتیں کیں۔ اس موقع پر مرکزی ناظم اعلیٰ حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری نے گولارچی یونٹ کی کارکردگی پر خوشی کا اظہار کرتے ہوئے تمام عہدیداروں کو مبارک باد دی اور امید کی کہ وہ ختم نبوت کے سلسلے میں خوب محنت سے کام کریں گے۔

مولانا فقیر اللہ اختر کا تبلیغی دورہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغ مولانا فقیر اللہ اختر نے گجرات' منڈی بہاؤالدین اور شکر گڑھ کے مختلف علاقوں کا تبلیغی دورہ کیا۔ اور وہاں مختلف اجتماعات سے خطاب کے علاوہ انفرادی ملاقاتوں کے ذریعہ لوگوں کو قادیانیوں کی ریشہ دوانیوں سے آگاہ کیا۔ انہوں نے لالہ موسیٰ' جلال پور جٹاں' کھاریاں' کڑیانوالہ' بھدر' ملکہ' منڈی بہاؤالدین' اور واسو کا دورہ کیا۔ ان مقامات پر مولانا عبدالقیوم' مولانا قاری میاں احمد' چوہدری قمر الزمان' قاری محمد نواز' مولانا عطاء اللہ' پیر محمد اشرف' ملک محمد یامین قادری' ماسٹر محمد صادق' اکرام اللہ خان اور دیگر نے بھی خطاب کیا۔

شکر گڑھ میں باڈی کی تشکیل

تبلیغی دورے میں انہوں نے مختلف گاؤں میں نوجوانوں سے خصوصی ملاقاتیں کیں۔ وہ بصر اجال' ہنسو والا' گمٹالہ' اور خانووال گئے۔ انہوں نے وفود کو ختم نبوت کی اہمیت کے بارے میں آگاہ کیا۔ انہوں نے شکر گڑھ میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی ایک باڈی تشکیل دی۔ باڈی کے لئے عہدیداروں کا چناؤ عمل میں لایا گیا جو کہ درج ذیل ہے۔ امیر مولانا عبدالمتین' ناظم امجد حسین عثمانی' ناظم تبلیغ توحید القادری' خازن آصف جمال' سیکرٹری نشر و اشاعت مولانا شاہد شریف' مرکزی نمائندہ امتیاز الحق۔

اجلاس کی صدارت مولانا فقیر اللہ اختر نے کی۔ اجلاس میں مجلس کے پیغام کو کوچے کوچے پہنچانے کا عزم کیا گیا۔ آخر میں پیر عبدالرحمن نے دعا کی۔ اجلاس میں آصف جمال' عمران اعجاز' شاہد اقبال' یاسر' ناصر مجاہد' عابد صفدر اور بہت سے دیگر ساتھیوں نے شرکت کی۔

اظہار تعزیت

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغ مولانا نذیر احمد تونسوی کی والدہ اور مجلس تحصیل کھاریاں کے رہنما حافظ محمد سجاد کی اہلیہ کی رحلت پر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع گوجرانوالہ کے رہنماؤں مولانا حکیم

عبدالرحمٰن آزاد' حافظ محمد یوسف عثمانی' حافظ محمد ثاقب' حافظ عبدالغفور آرائیں' حافظ احسان الواحد' پروفیسر محمد اعظم' حافظ شیخ بشیر احمد' حافظ محمد انور' مولانا عبدالقدوس عابد' مولانا فقیر اللہ اختر' مولانا امان اللہ قادری' حافظ شوکت محمود صدیقی' چوہدری غلام نبی امرتسری اور سید احمد حسن زید نے گہرے رنج و غم کا اظہار کیا۔ اور پسماندگان کے لئے صبر جمیل کی دعا کی۔ مولانا فقیر اللہ اختر حافظ محمد سجاد کے گھر ملکہ تحصیل کھاریاں گئے اور ان سے مرحومہ کی رحلت پر مجلس کی طرف سے اظہار تعزیت کیا۔

قادیانیوں کا مسلمان علماء کو مناظرہ کا چیلنج کرنے کے بعد فرار

جھنگ (نمائندہ) نیکوکارہ ایک گاؤں کا نام ہے جو کچا احمد پور روڈ پر واقع ہے۔ وہاں ڈاکٹر عبدالغفار کے پاس قادیانی بنیامین نامی اپنے مربی کے ہمراہ کئی دفعہ آیا اور ڈاکٹر صاحب سے بات چیت شروع کی مگر ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ میں قادیانیوں کے مکر و فریب سے ناواقف ہوں تو قادیانی نے کہا کہ آپ مسلمان علماء کو بلائیں۔ چنانچہ ایک ماہ قبل دو مارچ ۱۹۹۹ء بروز منگل بعد نماز مغرب کا وقت طے ہوا کہ قادیانی مسلمان علماء سے مناظرہ کریں گے۔ طے یہ ہوا کہ اگر درمیان میں کوئی مجبوری پیش آجائے تو مناظرہ سے دس دن قبل اطلاع دینا ہوگی اور جو فریق میدان مناظرہ میں نہ آیا تو وہ جھوٹا تصور ہوگا۔ ڈاکٹر عبدالغفار صاحب نے مولانا غلام حسین مبلغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سے رابطہ قائم کیا۔ چنانچہ مذکورہ تاریخ کو جھنگ سے علماء کا وفد جس میں مولانا عبدالرحیم صدر مدرس جامعہ محمودیہ' مولانا محمد الیاس بالاکوٹی' مولانا غلام مصطفیٰ خطیب جامع مسجد ختم نبوت مسلم کالونی چناب نگر (ربوہ)' مولانا غلام حسین مبلغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت جھنگ' مفتی محمد صدیق صاحب شامل تھے۔ علماء کا وفد ظہر کے وقت جائے مذکورہ پر پہنچ گیا وقت مقررہ پر قادیانی جب نہ آئے تو علماء نے علاقہ کے لوگوں کے پرزور مطالبہ پر قادیانیوں کے عقائد' نظریات کھل کر بیان کئے۔ مفتی محمد صدیق نے مناظرہ کی غرض و غایت بیان کی اور مسلمانوں کو قادیانیوں کے کفریہ نظریات سے بچنے کی تلقین کی اور قادیانیوں سے مکمل بائیکاٹ کرنے کا بیان فرمایا۔ مولانا عبدالرحیم صاحب نے مرزا قادیانی کی جھوٹی نبوت کے دجل و فریب سے مسلمانوں کو آگاہ کیا۔ مولانا غلام مصطفیٰ صاحب نے حضرت امام مہدی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق قادیانیوں کا عقیدہ اور دونوں شخصیتوں کا فرق اور نشانات حدیث کی رو سے بیان کیں اور قادیانیوں کو مباہلہ کا چیلنج دیا اور کہا کہ قادیانی اب بوکھلا چکے ہیں کیونکہ ربوہ کا نام اب بدل چکا ہے۔ اور ملک کے قادیانی کثیر تعداد میں اسلام قبول کر رہے ہیں اور اب قادیانیوں کی ذلت اور رسوائی کے دن آچکے ہیں۔ آخر میں مولانا غلام حسین نے قادیانی کتابوں سے حوالہ جات دکھا کر مرزا قادیانی کا پوسٹ

ختم نبوت کانفرنس گولارچی

گولارچی (سعید انجم) قادیانیت کا تعاقب اس وقت تک جاری رہے گا جب تک قادیانیت کا ناسور جڑ سے ختم نہیں ہو جاتا۔ یہ بات عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم اعلیٰ حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری نے گولارچی میں ختم نبوت کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہی۔ انہوں نے کہا کہ اس وقت مسلم امہ کی نوجوان نسل کو عیسائیت' قادیانیت' یہودیت' فتنہ گوہر شاہی وغیرہ کے ذریعے جس طرح گمراہ کرنے کی کوشش کی جارہی ہے وہ بہت ہی تشویش ناک ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ تمام ارتدادی اور گمراہ کن سرگرمیوں پر کڑی نگاہ رکھی جائے۔ تبلیغی جماعت سے نوجوان نسل کو وابستہ کر کے عقائد اور اعمال کی تربیت دی جائے۔ مولانا اللہ وسایا صاحب نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ عقیدہ ختم نبوت امت مسلمہ کے لئے شہ رگ کی حیثیت رکھتا ہے۔ لادینی قوتوں نے مختلف اوقات میں امت مسلمہ کی قوت کو پارہ پارہ کرنے کے لئے مختلف ہتھکنڈے استعمال کئے اور آخر میں قادیانیت کے ذریعے مسلمانوں کے عقیدہ میں دراڑ ڈالنے کی کوشش کی گئی۔ انہوں نے کہا کہ حضور ﷺ کے دین کی بقاء کے لئے ہر مسلمان کا فریضہ ہے کہ وہ اپنے اردگرد کے ماحول پر نگاہ رکھے۔ قادیانی گروہ یا کوئی باطل فرقہ اسلام کی آڑ میں مسلمانوں کو گمراہ کرنے کی کوشش تو نہیں کر رہا۔ نوجوان نسل کے ذہن کی غلط آبیاری کی کوشش تو نہیں ہو رہی۔ اگر کہیں ارتدادی سرگرمیاں نظر آئیں تو قانون کے دائرہ میں رہتے ہوئے اس کے سدباب کے لئے کوشش کی جائے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سندھ کے رہنما مولانا احمد میاں حمادی نے کہا کہ تحفظ ختم نبوت کے مسئلہ پر تمام فرقوں کے مسلمان متحد ہو چکے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ آج ہم نے عظمت وناموس رسالت ﷺ اور عقیدہ ختم نبوت کی حفاظت سے توجہ ہٹادی ہے۔ جس کی وجہ سے مسلمان پریشان ہیں۔ مولانا احمد میاں حمادی نے قادیانیت کے ناپاک عقائد وعزائم سے حاضرین کو آگاہ کیا۔ شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالغفور قاسمی نے کہا لادینی قوتوں کا پیدا کردہ فتنہ قادیانیت عالم اسلام کے لئے ایک ناسور کی حیثیت رکھتا ہے۔ قادیانیوں نے اپنے عقائد کی ترویج کے لئے دیہی علاقوں کو ٹارگٹ بنا کر کام شروع کر رکھا ہے۔ اس سلسلے میں سادہ لوح عوام کے سامنے اسلامی شعائر کا استعمال کر کے انہیں دھوکہ دے رہے ہیں۔ وقت آگیا ہے کہ مسلم نوجوان عقیدہ ختم نبوت کی حفاظت کے لئے میدان عمل میں آئیں۔ مولانا عبداللہ سندھی نے کہا کہ کسی بھی قادیانی کی جانب سے دین اور شان رسالت ﷺ میں کی جانے والی گستاخی ہرگز برداشت نہ کی جائے گی۔ کیونکہ مسلمان

ناموس رسالت ﷺ پر جان دینے کو اپنے لئے اعزاز سمجھتے ہیں۔ مولانا غلام محمد سومرو نے کہا کہ عقیدہ ختم نبوت کا بنیادی مقصد امت مسلمہ کو ایک لڑی میں پروتا ہے۔ مختلف ادیان کے اتحاد کا نعرہ دین اسلام کے خلاف عظیم سازش ہے۔ مولانا عبدالخبیر ہزاروی نے کہا کہ عقیدہ ختم نبوت کی بنیاد پر امت محمدیہ کو سربلندی عطا کی گئی ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ سے لے کر آج تک امت محمدیہ نے کسی جھوٹے مدعی نبوت کو قبول نہیں کیا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حیدرآباد کے مبلغ مولانا محمد نذر عثمانی نے کہا کہ آج قادیانی جماعت غریب مسلمانوں کو نوکریوں اور یورپی ممالک میں سیاسی پناہ اور ویزے کا لالچ دے کر گمراہ کرنے کی کوشش کر رہی ہے۔ اب مسلمانوں کو ہوشیار اور خبردار رہنے کی ضرورت ہے۔ ایسی تمام امدادی سرگرمیوں کا بائیکاٹ کیا جائے جس کے ذریعے مسلمانوں کے ایمان پر حملہ کرنے کی کوشش کی جائے۔ خاص کر قادیانیوں کی ارتدادی اور رفاہی سرگرمیوں پر کڑی نگاہ رکھی جائے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت گولارچی یونٹ کے امیر مولانا حکیم محمد عاشق نے کہا کہ گذشتہ پانچ برسوں میں دیکھنے میں آرہا ہے کہ پاکستان کی اقلیتیں اپنی حدود سے تجاوز کر کے اسلامی قوانین کے نفاذ میں روکاوٹ بن رہی ہیں اور جب بھی مسلمان اسلامی نظام کے نفاذ کی بات کرتے ہیں عیسائی اور دیگر اقلیتیں اس کے خلاف احتجاج شروع کر دیتی ہیں۔ لہذا قادیانیت' عیسائیت اور باطل فرقوں کی گمراہی سے مسلمانوں کو بچنا چاہیئے۔ مولانا واحد کٹھی نے فتنہ قادیانیت کے متعلق عوام کو آگاہ کیا۔ ختم نبوت یونٹ گولارچی کے ناظم اعلیٰ حکیم سعید انجم راجپوت نے کہا کہ۔ قادیانیو! اسلام قبول کر لو اب بھی وقت ہے۔ ورنہ تمہارے لئے آخرت میں رسوائی کے سوا کچھ نہیں ہے۔ اس موقع پر ختم نبوت گولارچی کے مبلغ مولانا محمد علی صدیقی نے کہا کہ مسلمان آج بھی ہر مکتبہ فکر سے آزاد ہو کر قادیانیوں کی ریشہ دوانیوں کے خلاف متحد ہیں۔ انہوں نے صدر پاکستان' وزیراعظم پاکستان' وفاقی وزیر داخلہ سے مطالبہ کیا ہے کہ پاسپورٹ اور شناختی کارڈ میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت لکھا جائے۔ تاکہ مسلمانوں کے ساتھ امتیاز ہو سکے۔ اس موقع پر اسٹیج سیکرٹری کے فرائض محمد اسلم مجاہد نے سرانجام دیئے۔ فقیر محمد تینو' سوداخان' ملک شبیر نے نعت رسول مقبول پیش کیں۔ یہ کانفرنس بعد نماز عشاء سے شروع ہو کر رات گئے تک جاری رہی۔ کانفرنس کے دوسرے روز ختم نبوت کے مرکزی ناظم اعلیٰ حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری' مولانا اللہ وسایا' مولانا احمد میاں حمادی' نے ختم نبوت گولارچی کے مختلف رہنماؤں' حاجی بلال احمد آرائیں' محمد اسلم آرائیں' مولانا محمد عاشق' حکیم سعید انجم راجپوت' ملک سعید احمد اعوان' حاجی

مارٹم کیا۔ حوالہ جات سنکر مسلمان کانوں کو ہاتھ لگا کر بار بار توبہ کرتے رہے۔ اور وعدہ کیا کہ ہم قادیانیوں سے ہر ممکن بائیکاٹ جاری رکھیں گے۔ آخر میں مولانا غلام حسین نے دعا کرائی کہ اللہ تعالیٰ قادیانیوں کے فتنہ سے تمام عالم اسلام کو محفوظ فرمائے۔

تعزیتی اجلاس

بہاول نگر (نمائندہ) گزشتہ روز عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بہاول نگر کا ایک تعزیتی اجلاس منعقد ہوا۔ جس کی صدارت ممتاز عالم دین حضرت مولانا فیض احمد صاحب نے فرمائی۔ اجلاس میں امیر مرکزیہ حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم کے دست راست صاحبزادہ حافظ محمد عابد صاحبؒ کی وفات پر گہرے رنج و غم کا اظہار کیا گیا اور ان کی روح کے ایصال ثواب کے لئے دعائے مغفرت کی گئی۔ اس کے علاوہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے سرگرم رکن اور نہایت مخلص ساتھی حافظ محمد اعظم سومرو الحافظ دواخانہ منچن آباد کی وفات اور محمد خالد پاک نیوز ایجنسی والے کی ہمشیرہ محترمہ' راؤ محمد فاروق صاحب کی دادی جان اور حاجی غلام سرور زرگر کے جواں سال بھائی کی اچانک وفات پر بھی انتہائی گہرے رنج و غم کا اظہار کیا گیا اور ان کی روح کے ایصال ثواب کے لئے دعائے مغفرت کی گئی۔ اور دعا کی گئی کہ لواحقین کو اللہ تعالیٰ صبر جمیل عطا فرمائے۔ اجلاس میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بہاولنگر کے مبلغ مولانا محمد طیب فاروقی' سیکرٹری مولانا سعید احمد' حافظ محمد عمر فاروقی' محمد اقبال وارثی' ذوالفقار حفیظ شاکر کے علاوہ دیگر کارکنوں نے بھی شرکت کی۔

مجلس تحفظ ختم نبوت کوئٹہ کے رہنماؤں کا اظہار تعزیت

کوئٹہ وژوب (نمائندہ خصوصی) مجلس تحفظ ختم نبوت ژوب کے امیر شیخ غلام حیدر' مرکزی جامع مسجد کے خطیب مولانا اللہ داد' مجلس کے سیکرٹری حاجی محمد اکبر' شمس العارفین' مفتی عبدالودود' مولوی آدم خان' حاجی احمد' عنایت اللہ مجاہد' مولوی دلاور شاہ اور مولوی احمد شاہ مجلس تحفظ ختم نبوت لورالائی کے امیر مولانا ممتاز احمد' نائب امیر مولانا آغا محمد' جنرل سیکرٹری حاجی محمد اشرف خواجہ خیل' مولانا عبدالعزیز' مولانا فضل الدین' محمد نیاز الرحمن حیدری' مولانا نیاز محمد ناطق بالحق' مولانا عبدالواسع' مولانا جمال الدین' مولانا عبداللہ' مولانا فقیر اللہ' حبیب اللہ اور حافظ محمد شفیع خواجہ خیل' حافظ خادم حسین گجر اور سید ریحان زیب' نے حافظ محمد عابد صاحبؒ اور مولانا نذیر احمد تونسوی کی والدہ کی وفات پر تعزیت کی اور دعائے مغفرت کی۔

تبصرہ کتب

نام کتاب : خطبات محمود۔

ترتیب : مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی۔

صفحات : ۳۴۰

قیمت : ۱۵۰ روپے۔

ناشر : مکتبہ سلیمانیہ مین بازار نشاط کالونی لاہور کینٹ۔

مفکر اسلام، قائد جمعیت علماء اسلام، شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی محمود صاحبؒ کی علمی وجاہت، وسیاسی شخصیت سے کون ناواقف ہوگا۔ قدرت حق نے بلاشبہ اس صدی میں جتنا ان کو عزت وعظمت کی بلندیوں سے نوازا اس کی مثال بہت کم ملے گی۔ دیگر خوبیوں کے علاوہ آپ کو قدرت نے خطابت کے عظیم جوہر سے بھی بھرپور حصہ دیا تھا۔ آپ کی تقریر دل سے نکلتی تھی اور دل پر پڑتی تھی۔ آپ کے ان جواہر پاروں کو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے فاضل مبلغ عالم دین حضرت مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے مختلف رسائل سے یکجا کر دیا ہے۔ ابتداء میں حضرت مفتی صاحبؒ کی سوانح پر جامع ومانع پچاس صفحات کا مقدمہ لکھا ہے۔ جو اپنی جگہ ایک مستقل کتاب ہے۔ کوئی دو سو جن کے قریب آپ کی تقاریر کا یہ خوبصورت گلدستہ بڑی آب وتاب سے تمام تر طباعتی خوبیوں کے ساتھ مکتبہ سلیمانیہ نے شائع کیا ہے۔ حضرت مفتی صاحبؒ کی ذات گرامی کی ایک خوبصورت جھلک یہ کتاب آپ کو پیش کرے گی۔

نام کتاب : مثالی خواتین

ترتیب : مولانا محمد اسحٰق ملتانی

صفحات : ۳۸۴

قیمت : درج نہیں

ناشر : ادارہ تالیفات اشرفیہ بیرون بوہڑ گیٹ ملتان

ملتان کے معروف اشاعتی ادارہ کے سربراہ مولانا محمد اسحٰق صاحب کا کتابوں کی اشاعت کا بہت عمدہ ذوق ہے۔ آپ نے نایاب کتب اور قدیم ماخذ کو خوبصورت شکل میں پیش کرنے میں دن رات ایک کر دیا ہے۔ اس کے ساتھ ہی اب انہوں نے مختلف عنوانات پر محنت کر کے اصلاح معاشرہ، اور موجودہ نسل کی

رہنمائی وذہنی وفکری تربیت کے لئے کتابوں کو مرتب کرنے کا سلسلہ شروع کیا ہے۔ زیر نظر کتاب بھی اس سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔

(۱)۔۔۔ پہلی امتوں کی ۲۵ نیک مومنات۔ (۲)۔۔۔ ۱۱ ازواج النبی۔ (۳)۔۔۔ ۴ بنات النبی ﷺ۔ (۴)۔۔۔ ۳۲ صحابیاتؓ۔ (۵)۔۔۔ ۱۷ تابعیات۔ (۶)۔۔۔ ۱۴۵ عالمات وقاریات۔ (۷)۔۔۔ ۳۲ محدثات۔ (۸)۔۔۔ ۸۱ اکابرین کی امہات وازواج کے حالات عنوانات بالا کے تحت آپ نے قلم بند کردیئے ہیں۔ یوں ساڑھے تین صد کے قریب مثالی خواتین کا مبارک تذکرہ اس کتاب میں شامل ہے۔ جو معلومات افتراء اور ایمان ویقین کی لذتوں کو دوبالا کرنے کا بہترین نسخہ ہے۔ کتاب ظاہری ومعنوی خوبیوں سے آراستہ وپیراستہ ہے۔

*

تاریخ

مقامات مقدسہ

اور

اسلام کا اجتماعی نظام

مکہ مکرمہ
قدس شریف
اور
طور سینا
کی
مکمل تاریخ

حکیم الاسلام حضرت قاری محمد طیبؒ کی آخری تصنیف

انکی علمی مرکزیت اور ان کی تقدیس کی بنیادیں' اور انکے پھیلے ہوئے آثار اور ہم پر انکے عائد شدہ حقوق وفرائض اور انکی روشنی میں اسلام کے عالمگیر نظام کی تحریک اور اس کا تجزیہ' نقلی دلائل' عقلی شواہد اور طبعی تقاضوں کے تحت پیش کیا گیا ہے۔ قیمت 225 روپے

ملنے کا: ادارۂ تالیفات اشرفیہ

پتہ: بیرون بوہڑ گیٹ ملتان ☎ 41501-540513

اہل مدارس توجہ فرمائیں
وفاق المدارس کی طرف سے چند ضروری اعلانات

"وفاق المدارس العربیہ پاکستان" کی مجلس عاملہ نے اپنے حالیہ اجلاس منعقدہ ۷ ذی قعدہ ۱۴۱۹ھ میں جو اہم فیصلے کئے ہیں ان میں مدارس سے متعلق فیصلوں کا خلاصہ درج ذیل ہے۔ تمام ارباب مدارس سے ان کی پابندی کی درخواست ہے۔

بنات کے لئے تحتانی سندات کا اجراء:

جن فاضلات کے پاس فوقانی درجہ کی اسناد ہوں اور وہ تحتانی سندات کی خواہش مند ہوں تو درج ذیل شرائط پوری ہونے کی صورت میں وہ تحتانی اسناد حاصل کر سکتی ہیں:

(الف)...... تحتانی نصاب باقاعدہ پڑھا ہوا ہو۔(ب)...... متعلقہ ادارہ اس کی تصدیق کرتا ہو۔(ج)...... فوقانی سند اس وقت جاری کردہ ہو جب تحتانی اسناد کی شرط نہیں تھی۔

متوسط کے سال اول و دوم کا نصاب:

متوسط کے سال سوم کا نصاب "وفاق" کی طرف سے مطبوعہ ہے۔ سال اول و دوم کا نصاب "وفاق" کی طرف سے طبع نہیں۔ اہل مدارس حسب سابق مقررہ نصاب پڑھاتے رہیں۔

نصاب کمیٹی کے لئے آراء و تجاویز:

نئی نصاب کمیٹی کا اجلاس محرم الحرام ۱۴۲۰ھ میں منعقد ہو رہا ہے۔ نصاب میں اصلاح و ترمیم کے لئے اپنی مدلل آراء و تجاویز ۲۰ ذی الحجہ ۱۴۱۹ھ تک دفتر "وفاق" کو ارسال فرمادیں۔ تاکہ اجلاس میں انہیں زیر بحث لا جا سکے۔

غیر ملکی اسناد سے معادلہ:

غیر ملکی طلبہ کی اسناد کا "وفاق" کی اسناد سے "معادلہ" کا اصولی فیصلہ کر دیا گیا ہے۔ متعلقہ سند اور اس کا نصاب "وفاق" کے کس درجہ کے مساوی ہے۔ اس کا فیصلہ "معادلہ کمیٹی" کرے گی۔ "وفاق" کی اسناد بھی بیرونی اداروں میں معادلتہ قبول کی جائیں۔ اس کے لئے کوشش کی جارہی ہے۔

ابوداؤد شریف میں ناکام طلبہ کے لئے:

ابوداؤد شریف کے پرچہ سال ۱۴۱۹ھ میں جن طلبہ کے نمبر صفر ہیں۔ نظر ثانی کی درخواست دینے پر ان کے دوسرے پرچوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے اوسط نمبر دینے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔

پنجاب، سرحد اور آزاد کشمیر کے مدارس کی مجلس عمومی کے اجلاس:

صوبہ پنجاب، سرحد اور آزاد کشمیر کے "وفاق" سے ملحقہ مدارس کی "مجلس عمومی" کے اجلاس اپریل ۱۹۹۹ء کے آخری عشرہ میں منعقد ہوں گے۔ (تاریخ کا اعلان بعد میں کیا جائے گا) جبکہ سرحد کے اجلاس ۲۰ اپریل کو بنوں اور ۲۱ اپریل کو مردان میں ہوں گے۔ اور آزاد کشمیر کے مدارس کا اجلاس ۲۲ اپریل کو "باغ" میں ہوگا۔

ناکام طالب علم کے لئے مدت امتحان کی تجدید:

آئندہ کسی مضمون میں ناکام طالب علم زیادہ سے زیادہ تین سال تک شریک امتحان ہو سکتا ہے۔ تین سال کے بعد تمام پرچوں کا امتحان دوبارہ دینا ہوگا۔

داخلہ کی تاریخوں میں تقدیم:

دفتری کارروائی کی بروقت تکمیل کے لئے آئندہ سال سے داخلہ کی تاریخیں مقدم کر دی گئی ہیں۔ آئندہ عام فیس کے ساتھ داخلہ فارم یکم ربیع الثانی اور دگنی فیس کے ساتھ ۱۶ ربیع الثانی سے ۳۰ ربیع الثانی تک وصول کئے جائیں گے۔ اس کے بعد کوئی داخلہ فارم قبول نہیں کیا جائے گا۔

امید ہے کہ تمام ارباب مدارس تعاون فرما کر شکریہ کا موقع بخشیں گے۔

العارض

(محمد حنیف جالندھری)

ناظم اعلیٰ "وفاق المدارس العربیہ" پاکستان

بچوں کا صفحہ

اشتیاق احمد

بھول

مرزا قادیانی نے اپنی کتابوں میں لکھا ہے کہ مجھ پر وحی بھی آتی ہے۔۔۔۔۔ یہ ذکر کرنے میں اس سے ایک بہت بڑی بھول ہوگئی۔۔۔۔ یوں اس سے تمام زندگی بھول ہی ہوتی رہی ہے۔۔۔۔ اس وقت ذکر ہے، وحی کی بھول کا۔

اگر اسے بھول کا احساس ہو جاتا تو وہ اپنے اوپر وحی آنے کا ذکر ہرگز نہ کرتا۔۔۔۔ ذکر کرنا اس کی مجبوری تھی۔۔۔۔ ورنہ رسول ہونے کا دعویٰ کس طرح کرتا اور یہ مجبوری اس کے جھوٹے ہونے کا ایک شاندار ثبوت فراہم کرگئی۔

حضور ﷺ پر جب وحی آتی تھی تو آپ ﷺ کی حالت میں نمایاں تبدیلی ہوتی تھی۔۔۔۔ آپ ﷺ پر ایک عجیب سی کیفیت طاری ہو جاتی تھی۔۔۔۔ اور پیشانی سے پسینہ ٹپکنے لگتا تھا۔

وحی کی یہ کیفیت صحابہ کرامؓ نے بیان فرمائی ہے۔۔۔۔ آپ جانتے ہی ہیں۔۔۔۔ کوئی انسان اگر چاہے کہ اس کی پیشانی پر پسینہ آجائے بلکہ پیشانی سے پسینہ ٹپکنے لگے۔۔۔۔ تو وہ اپنے ارادے سے ایسا ہرگز نہیں کرسکتا۔

مرزا قادیانی اپنے ارادے سے ایسا نہیں کرسکتا تھا۔۔۔۔ لہٰذا اس کی اور اس کے ماننے والوں کی کتب میں کہیں بھی یہ درج نہیں کہ جب مرزا قادیانی پر وحی آتی تھی تو اس کی پیشانی سے پسینہ ٹپک پڑتا تھا۔ نہ مرزا قادیانی ایسا کرسکا، نہ ایسا لکھ سکا۔۔۔۔ نہ اس کے ماننے والے ایسا لکھ سکے۔۔۔۔ اس لئے کہ وہ سب کے سب مجبور تھے۔

اور اس طرح مرزا قادیانی اس قدر بڑا جھوٹا ثابت ہوگیا کہ اس سے بڑا جھوٹا کسی اور کو ثابت کرنا ہمارے لئے قریب قریب ناممکن ہوگیا۔

آپ کا اس بارے میں کیا خیال ہے۔

Manthly Laulak Multan Regd.No.M-108

فہرست کتب مطبوعہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بمعہ رعایتی قیمت

نمبر شمار	نام کتاب	نام مصنف	قیمت
۱	احتساب قادیانیت جلد اول	مولانا لال حسین اختر	۲۰
۲	قادیانی مذہب کا علمی محاسبہ	پروفیسر محمد الیاس برنی	۱۵۰
۳	تحفہ قادیانیت جلد اول	مولانا محمد یوسف لدھیانوی	۱۰۰
۴	تحفہ قادیانیت جلد دوئم		۸۰
۵	تحفہ قادیانیت جلد سوئم		۱۲۰
۶	کفش فار قادیانیت (انگلش)		۱۲۵
۷	عقیدہ حیات و نزول اکابر امت کی نظر میں		۴۰
۸	احتساب قادیانیت جلد دوئم	مولانا محمد ادریس کاندھلوی	۱۲۰
۹	خطبات ختم نبوت جلد اول	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی	۱۲۰
۱۰	جلد دوئم		۱۲۰
۱۱	سوانح مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادی		۱۰۰
۱۲	تحریف بائیبل	مولانا عبداللطیف مسعود	۸۰
۱۳	مسئلہ رفع و نزول مسیح		۱۲۰
۱۴	عقیدہ ختم نبوت و قادیانیت سوالاً جواباً	جناب صادق علی زاہد	۴۵
۱۵	کلمہ فضل رحمانی	قاضی فضل احمد گرداسپوری	۲۵
۱۶	ہائی کورٹ کے سات سوالوں کا جواب	مولانا محمد علی جالندھری	۱۰
۱۷	مرگِ مرزائیت	جناب محمد طاہر رزاق	۴۵
۱۸	تحفظ ختم نبوت		[illegible]
۱۹	نغماتِ ختم نبوت		۷۰
۲۰	قادیانی افسانے		۴۰
۲۱	رد قادیانیت پر علمی جہاد کی سرگزشت	جناب مولانا اللہ وسایا	۵۰
۲۲	تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء جلد سوئم		۱۲۰
۲۳	قومی اسمبلی میں قادیانی مقدمہ کی کارروائی		۱۰۰
۲۴	رئیس قادیان	مولانا محمد رفیق دلاوری	۱۰۰
۲۵	قادیانیت سے اسلام تک	جناب محمد متین خالد	۱۲۰
۲۶	غدار پاکستان		۱۲۰
۲۷	قادیانیت کا سیاسی تجزیہ	صاحبزادہ طارق محمود	۱۰۰
۲۸	تحفظ ناموس رسالت	جناب ایچ ساجد اعوان	۱۲۰
۲۹	ہر چہ گویم حق گویم	جناب امین گیلانی	۱۰
۳۰	لاہور ہائی کورٹ کا فیصلہ	چیف جسٹس خلیل الرحمن	[illegible]
۳۱	اعلیٰ عدالتوں کے تاریخی فیصلے	جناب محمد فیاض اختر ملک	۱۵۰
۳۲	الخلیفۃ المہدی فی الاحادیث الصحیحہ	مولانا سید حسین احمد مدنی	۱۵
۳۳	بائیس جھوٹے نبی	جناب نثار احمد فتحی	۵۰

دفتر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان فون نمبر: 514122